ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 18 ستمبر 2009ء | 27 رمضان المبارک 1430 ہجری قمری ❁ 18 تبوک 1388 ہجری شمسی | شمارہ 38

نماز میں امام کے قریب متقی لوگ کھڑے ہوں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہئے کہ نماز کے وقت تم میں سے میرے قریب صاحب عقل اور متقی لوگ کھڑے ہوں پھر وہ جواُن کے قریب تر ہیں اور پھر وہ جواُن کے قریب ہیں“۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف حدیث نمبر655)

خطبہ جمعہ سے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح۔ خطبہ جمعہ میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کو جلسہ کے اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھنے اور کارکنان کو حُسن خُلق کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرنے سے متعلق اہم تاکیدی نصائح۔

اگر مرد کو گھر سے باہر کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت گھر کی نگران ہے۔ احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں۔ چاہے وقف نو ہیں یا نہیں۔ غیر واقف نو بچہ بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح وقف نو۔ پس ان امانتوں کی حفاظت اور ان کی بہترین تربیت بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو۔

(جلسہ سالانہ جرمنی میں مستورات سے خطاب میں احمدی خواتین کو اہم نصائح)

مختلف تعلیمی میدانوں میں امتیاز حاصل کرنے والی خواتین میں تقسیم اسناد و گولڈ میڈلز۔ قرآن کریم پڑھانے والی معلمات میں اسناد کی تقسیم۔

زیر تبلیغ جرمن افراد کے ساتھ ایک نشست میں حضور انور کا بصیرت افروز خطاب۔ یورپ کے دس ممالک سے آئے ہوئے وفود سے اجتماعی ملاقات۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

14 اگست 2009ء بروز جمعۃ المبارک:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے دورے کا پانچواں دن تھا۔ حضور کل سے من ہائم میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ صبح 5 بج کر 15 منٹ پر حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ بنی اسرائیل آیات 79 تا 85 اور دوسری رکعت میں سورۃ الکھف آیات 1 تا 11 تلاوت فرمائیں۔ آج جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ صبح سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ شعبہ استقبال کی طرف سے مسلسل لاؤڈ سپیکر پر ان مہمانوں کا استقبال اَھْلًا وَ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا کہہ کر کیا جا رہا تھا۔ خوب گہما گہمی تھی اور ایک روحانی ماحول کا ساماں بندھا ہوا تھا۔

تقریب پرچم کشائی

دوپہر دو بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائے۔ سڑک کے دونوں اطراف احباب جماعت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنے آقا کی ایک نظر دیدار کے لئے بے تاب کھڑا تھا۔ جوں ہی ان کی نظر اپنے محبوب آقا پر پڑی تو نعرہ ہائے تکبیر اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے فضا میں بلند ہوئے۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز سے حضور انور سے عقیدت اور محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ جگہ جگہ اطفال اور خدام ٹولیوں کی شکل میں لَبَّیْکَ یَا اِمَامَنَا لَبَّیْکَ سَیِّدِی کے ترانے گا رہے تھے۔ یہ بڑا روح پرور نظارہ تھا۔ حضور انور جوں ہی پرچم کشائی کے ایریا میں پہنچے تو بچوں نے حضور انور پر سرخ گلاب کے پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ لوائے احمدیت حضور انور نے لہرایا جبکہ مکرم امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ جونہی پرچم فضا میں لہرائے تو نعرہ ہائے تکبیر اور رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کی دعا سے فضا گونج اٹھی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دوران دعا شعبہ سمعی و بصری کے اسٹال سے ایک نظم چلتی رہی جس کی وجہ سے دعا میں خلل واقع ہوا۔ جس پر حضور انور نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ہجوم عاشقاں کے درمیان سے گزرتے ہوئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ (جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ الحمدللہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ میرے اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ یہ جلسے بھی ایک خاص مقصد لئے ہوئے ہیں۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات اور اشتہارات میں فرمایا ہے۔ اور وہ باتیں یا مقاصد جن کے لئے آپؑ نے جلسہ کا اہتمام فرمایا۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی معرفت محض اس کے فضل سے بڑھے اور بڑھانے کی توفیق ملے۔ تیسرے یہ کہ آپس میں محبت، پیار، اخوت اور بھائی چارہ بڑھے۔ چوتھے یہ کہ تبلیغی سرگرمیوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ حضور انور نے اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے ان مقاصد کے حصول کے لئے جلسہ سالانہ کے پروگراموں میں شاملین جلسہ کو بھرپور طریق سے شامل ہونے کی نصیحت فرمائی۔ اور حضور انور نے خاص طور پر فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ تین دن اجتماعی نماز تہجد کے انتظام سے بھی فائدہ اٹھانے کی تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ ان تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے عین ممکن ہے کہ اگر دعائیں کریں تو بہت سوں کو پھر تہجد مستقل پڑھنے کی عادت بھی پڑ جائے گی۔ حضور انور نے ان دنوں میں دینی باتیں سن کر اپنا علم بڑھانے، اپنی دینی اور روحانی حالت کو سنوارنے اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی معرفت میں بڑھنے کے لیے عبادات اور ذکر الٰہی بہت اہم ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے لیکن اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں پہل کرتے ہوئے تمہاری حالتوں کو سنوار دوں گا۔ بلکہ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہمیں خدا تعالیٰ کا یہی پیغام ملا ہے کہ تم ایک قدم آؤ میں دو قدم بڑھوں گا۔ تم چل کر آؤ میں دوڑ کر آؤں گا۔ پس یہ قدم بڑھانے اور چل کر خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے عمل پہلے ہمیں کرنے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ اپنی وسیع تر رحمت کی وجہ سے ہمارے اٹھنے والے قدموں کی گنتی کو کئی گنا بڑھا دے گا۔ اور ہمارے چلنے کے فاصلوں کو جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے اور اس کا فضل چاہنے کے لئے کئے جا رہے ہیں اس طرح کم کر دے گا کہ دوری اور بُعد کا احساس ہی ختم ہو جائے گا۔ اس ضمن میں حضور انور نے آیت قرآنیہ وَالَّذِیْنَ

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:70) کی تفسیر بیان فرمائی اور فرمایا کہ جب ہم یہاں اپنے دنیاوی دھندے، کاروبار اور ملازمتوں سے رخصت لے کر جمع ہوئے ہیں تو پھر خالص ہو کر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے بھی بنیں ورنہ ہمارا اس جلسہ میں آنا محض دنیاوی اغراض کے لئے ہوگا۔ اور اس بات سے حضرت مسیح موعودؑ نے سخت کراہت فرمائی ہے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو خیال رکھنا چاہئے کہ منزل مقصود پر پہنچنا ہی ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ اور مومن کی منزل مقصود دنیاوی اور بڑا مقام حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنا ہے اور اس کے بندوں کے حقوق کے ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ اصل جہاد ہے جو مستقل مزاجی سے کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو ایک کے بعد دوسری نیکی کی طرف متوجہ کرتا چلا جاتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں خدا تعالیٰ خود اپنی طرف آنے کے راستے اسے دیکھاتا چلا جاتا ہے۔ اور منزل کے بعد دوسری منزل کی طرف جانے کی راہنمائی فرماتا ہے۔ لیکن اس کے لئے عبادات، استغفار، ذکر الٰہی، کمزوریوں کے ڈھانپے جانے کے لئے مستقل دعاوں اور اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں کے نیک اثرات ہر ایک میں پیدا فرمائے۔ جو کارکن ہیں وہ اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق فرمائی ہے۔ حسن خُلق سے پیش آنا ان کا فرض ہے۔ جو کارکن ہیں ان دور دراز سے آنے والوں کی انتہائی خوش خلقی سے خدمت کریں۔ اور آنے والے مہمانوں کے لئے بھی یہ ایک خوشی ہے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اس الہام يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کو پورا کرنے والے بنے۔

اور دوسری یہ کہ دور دراز کے سفر کر کے آنے اور اس جلسہ میں شامل ہونے کی وجہ سے ان دعاؤں سے فیض پانے والے بھی بنے جو حضرت مسیح موعودؑ نے شاملین جلسہ کے لئے کیں ہیں۔ پس جن لوگوں کے آنے کا الہام میں ذکر ہے وہ لوگ ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے آپ کے پاس آئے تھے یا آنے تھے۔ فرمایا پس اگر خالصةً اللہ کی رضاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے حصول کے لئے اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ تو ان توقعات پر پورا اترنے کی کوشش بھی کریں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے توقع فرمائی ہے۔ اللہ کرے ہم حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے عہد بیعت کو ہمیشہ نبھانے والے بنیں اور آپ کی دعاوں کے وارث بنیں۔ دنیا کی چمک دمک اور ہماری نفسانی اغراض کبھی ہمیں ان برکات سے محروم نہ کریں۔ جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے حقیقی وابستہ رہنے والوں کے لئے مقدر فرمائی ہیں۔

پاکستان اور ملائشیا کی جماعت کے لئے دعا کی خصوصی تحریک

حضور نے پاکستان یا دنیا کے کسی بھی ملک میں خصوصا جماعت ملائشیا جہاں احمدیت کی وجہ سے سختی اور دشمنی کا سامنا ہے کے لئے جلسہ کے ان دنوں میں بطور خاص دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل پاکستان میں جو شدت ہے سو ہے ملائشیا میں بھی احمدیوں کے خلاف کافی محاذ ہے۔ اور آج ملائشیا میں جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے۔ فرمایا ان لوگوں کو اپنی دعاوں میں یاد رکھیں۔ اللہ ان کا جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ کسی بھی قسم کی مشکل ان کو درپیش نہ ہو اور دشمن کے ہر حملے اور حیلے سے وہ محفوظ رہیں۔ حضور انور نے آخر پر پھر زور دے کر اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اپنے عہد بیعت کو وفا اور اخلاص سے نبھاتے چلے جائیں۔ اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ بات راسخ کر دیں کہ آج تم جو بھی ہو جماعت کی وجہ سے ہو۔ اس لئے جماعت اور خلافت سے اپنے تعلق کو کبھی کمزور نہ کرنا۔ حضور انور نے جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہر احمدی کو سیکیورٹی کے حوالے سے محتاط رہنے اور اسی طرح گیٹ پر سیکیورٹی دینے والوں کو بھی ذمہ داری سے ڈیوٹی دینے کی نصیحت فرمائی۔ سوائن فلو کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ اس بیماری کے بارے میں اگر کسی کو بھی کوئی شک ہو تو یہاں ہومیو پیتھ موجود ہیں یہاں سے بھی دوائی لے سکتے ہیں۔ اور فوری طور پر ہسپتال سے بھی ان کو رجوع کرنا چاہئے۔

مکرم طٰہٰ قزق صاحب کی وفات کی افسوسناک خبر اور ان کا ذکر خیر

آخر پر حضور نے مکرم طٰہ قزق صاحب کی وفات کا ذکر کیا۔ جو 12 راگست کو وفات پا گئے تھے۔ حضور انور نے ان کا تفصیل سے ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

مکرم طٰہ قزق صاحب حیفا کی معروف قزق فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد حیفا میں دوسرے احمدی تھے۔ ان سے قبل رشدی بسطی صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ یہیں سے پھر احمدیت قریب کی بستی کبابیر میں پھیلی۔ یہ 1928ء کی بات ہے جب حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ پہلے مبلغ کے طور پر وہاں آئے۔ مکرم طٰہ قزق صاحب بیان کرتے تھے کہ جب میرے والد احمدی ہوئے تو مَیں ابھی چھوٹا تھا۔ والد صاحب کی بہت مخالفت ہوئی۔ مولویوں کے کہنے پر بچے ان کو ٹماٹر اور گندے مالٹے مارا کرتے تھے۔ ایک بار مخالفین نے والد صاحب کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ مولوی لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ کافر ہو گئے ہیں، انہوں نے قرآن بدل دیا ہے، قبلہ بدل دیا ہے۔ مَیں چھپ چھپ کر گھر میں والد صاحب کو دیکھا کرتا تھا۔ مگر مَیں دیکھتا کہ والد صاحب اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے جس کی پہلے کیا کرتے تھے اور اسی طرح خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں جیسے پہلے پڑھتے تھے۔ مَیں مولویوں کے جھوٹ پر حیران ہوتا تھا اور دوسری طرف میرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان اور مظبوط ہوتا۔ فرمایا کہ مخالفت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچوں کے ایمان مظبوط کرنے کا موجب ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ ان کے والد صاحب نے ایک خواب کی بنا پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کا ایک فوت شدہ رشتہ دار انہیں کہتا ہے کہ اے حاجی محمد! جلدی کرو، احمدیوں نے مدینہ فتح کر لیا ہے۔ چنانچہ اگلے ہی روز انہوں نے حضرت شمس صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور یہ خود بھی اپنے ایمان میں بڑھتے چلے گئے۔ 70 کی دہائی میں جلسہ سالانہ ربوہ آنا شروع کیا اور باقاعدگی سے آتے رہے۔ جب حضرت خلیفة المسیح الرابع پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے تو اگلے ہی روز ملاقات کے لئے لندن حاضر ہو گئے۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ میرے ساتھ جب بھی ملتے تھے۔ اس کا اظہار ان کے ہر عمل سے ہوتا تھا اور فدائیت چھلک رہی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/8 حصہ کے موصی تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ ملکی حالات کی وجہ سے وصیت کی ادائیگی کرنے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں لہٰذا بڑی فراخ دلی سے جماعت کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفة المسیح الرابع نے جب تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ کا منصوبہ شروع کیا انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی تمام جلدوں کے عربی ترجمہ کی اشاعت کا خرچ مَیں ادا کروں گا۔ اب تک جو جلدیں شائع ہوئیں ہیں وہ انہی کے خرچ پر ہوئی ہیں۔ ان کا گھر جماعت کا مرکز چلا آ رہا ہے۔ مبلغین اور مرکزی نمائندگان کی بے حد عزت اور احترام سے خدمت کرتے۔ چند ماہ قبل بے ہوشی میں چلے گئے تھے۔ اس کے بعد معدہ کا آپریشن ہوا لیکن بیماری شدت اختیار کر گئی۔ بالآخر 12 راگست 2009ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی اہلیہ تقریباً دو سال قبل وفات پا گئی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے، تین بیٹیاں اور بیس پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک پوتے مکرم حسام القزق جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بڑھاتا چلا جائے۔ اور ان کی باقی نسل کو بھی اور اولادوں کو بھی جماعت سے اخلاص اور ایمان میں بڑھاتا رہے۔ اور ان پر مغفرت کی چادر ڈالے اور رحم کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ اور اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ 9 بج کر 10 منٹ پر حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء پڑھائیں۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت میں سورة الفیل اور دوسری رکعت میں سورة القریش کی تلاوت فرمائی۔ جب کہ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورة الضحی اور دوسری رکعت میں سورة الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

15 راگست 2009ء بروز ہفتہ:

آج جلسہ سالانہ جرمنی کا دوسرا اور حضور انور کے سفر کا چھٹا دن تھا۔ حضور انور نے صبح 5 بجکر 15 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ چونکہ آج حضور انور نے مستورات سے خطاب فرمانا تھا اس لئے خواتین اور بچیاں بڑے اہتمام کے ساتھ صبح سے جلسہ گاہ میں جوق در جوق آنا شروع ہو گئیں تھیں۔ بچیوں نے خوبصورت رنگ برنگے کپڑے پہن رکھے تھے گویا آج کا دن ان کے لئے عید کی سی خوشی کا تھا۔

جلسہ گاہ مستورات میں حضور انور کی تشریف آوری

حضور انور 12 بجکر 10 منٹ پر مستورات کی جلسہ گاہ میں تشریف لانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہوئے اور جلسہ گاہ کے مغربی گیٹ سے گزرتے ہوئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ گیٹ پر مکرمہ سعدیہ گڈٹ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی اور ان کے ساتھ حفاظتی ٹیم نے حضور انور کا استقبال کیا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں خواتین اور بچیاں اپنے پیارے آقا کے لئے چشم براہ تھیں۔ جب حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے تو خواتین نے پُر جوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ تنزیلہ خان صاحبہ نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرمہ طاہرہ الیاس منیر صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ’’ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے‘‘ خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقریب تقسیمِ اسناد و گولڈ میڈلز

تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں۔ جبکہ حضرت سیدہ امة السبوح صاحبہ حرم حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طالبات کو گولڈ میڈلز پہنائے۔ جن طالبات کو یہ اعزاز حاصل ہوا ان کے اسماء حسبِ ذیل ہیں۔

مکرمہ امینہ ثنا ملک صاحبہ (ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ سعیدہ احد صاحبہ (بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ امة الحئی قاضی صاحبہ (ماسٹرز آف لاء)، مکرمہ سیدہ قرة العین گردیزی صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ عطیہ کریم عارف صاحبہ (ماسٹرز آف انجینیئر نگ)، مکرمہ سارہ حیات صاحبہ (ماسٹرز آف سائنس)، مکرمہ عائشہ احمد صاحبہ (ٹیچنگ ڈگری)، مکرمہ عائشہ کرن احمد صاحبہ (ڈرماٹولوجی)، مکرمہ قرة العین افضال صاحبہ (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ سعدیہ راجہ صاحبہ (ماسٹرز آف کیمسٹری)، مکرمہ اسماء حنا خلیل صاحبہ (بیچلر آف سائنس)، مکرمہ فائزہ خلیل صاحبہ (ماسٹرز آف کیمسٹری)، مکرمہ شازیہ رفیق شیخ صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ طاہرہ رفیق شیخ صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ امة القدسیہ مشتاق صاحبہ (بیچلر آف کیمسٹری)، مکرمہ عالیہ انجم چیمہ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس)، مکرمہ بشریٰ رفیق شیخ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس)، مکرمہ مبشرہ احمد خان صاحبہ، مکرمہ عطیہ غفور بھٹی صاحبہ (ماسٹرز آف لاء)، مکرمہ ڈاکٹر حسبة الصبور صاحبہ، مکرمہ حنا بھٹی صاحبہ (انٹرنیشنل فنانس)، مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ مصدق صاحبہ، مکرمہ طاہرہ رقیہ یوسف صاحب (ٹیچنگ ڈگری)، مکرمہ انیلہ احمد صاحبہ (A لیول)، مکرمہ کاشفہ احمد صاحبہ (A لیول)، مکرمہ ملیحہ طارق صاحبہ (A لیول)، مکرمہ صائمہ انعم باجوہ صاحبہ (A لیول)، مکرمہ بارعہ احمد سندھو صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نعیمہ انیس صاحبہ (A لیول)، مکرمہ عائشہ حلیمہ مجید صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نازش اشفاق صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نائلہ افتخار صاحبہ (A لیول)، مکرمہ آصفہ وسیم صاحبہ (O لیول)، مکرمہ منیبہ احمد صاحبہ (O لیول)۔

قرآن کریم پڑھانے والی معلمات میں اسناد کی تقسیم

آخر پر حضور انور نے قرآن کریم پڑھانے والی حسبِ ذیل 10 معلمات کو بھی اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمائیں۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر59

خلافت رابعہ کے عہد مبارک میں عربوں میں تبلیغ احمدیت

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خلافت سے پہلے ہی عربوں کی طرف خاص توجہ تھی۔مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے انٹرویو والی اقساط میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ 1981ء میں جب ثابت صاحب کی آپؒ سے ملاقات ہوئی تو آپؒ نے پوچھا کہ عربوں میں تبلیغ کے لئے کیا کر رہے ہیں اور کون سے وسائل استعمال کر رہے ہیں؟ پھر جب 1982ء میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو مسند خلافت پر فائز فرمایا تو مصطفیٰ ثابت صاحب نے ملاقات میں حضور انور کی خدمت میں چند کیسٹس پیش کیں جو عربی زبان میں مختلف موضوعات پر جماعتی عقائد اوران کی شرح پر مبنی ریکارڈنگ پر مشتمل تھیں۔حضور انور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ ایک عظیم الشان تحفہ ہے۔پھر آپ نے ان کو تبلیغ کی غرض سے مختلف ممالک میں پھیلانے کا ارشاد فرمایا۔

ہجرت کے بعد خطبات کے ترجمہ کی کیسٹس کی تیاری، عربوں میں تبلیغ کے لئے عرب ممالک کے دورے، مغربی ممالک میں بسنے والے عربوں سے رابطے اورایک منظّم پروگرام کے مطابق عربوں میں تبلیغ کا ذکر مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے نشر ہونے والے انٹرویو میں آچکا ہے۔حضورؒ کے عہد مبارک میں عربوں میں تبلیغ کے ایمان افروز واقعات کے ذکر سے قبل ہم حضورؒ کی عربوں کے معاملات میں دلچسپی اوران کے لئے دعاؤں کی تحریکات اوران کی راہنمائی جیسے امور کا ذکر کریں گے جن کا تذکرہ حضور انورؒ نے اپنے مختلف خطبات میں فرمایا۔

بعض عرب ممالک کے مستقبل کے بارہ میں رؤیا

حضورؒ کا عربوں کے معاملات میں دلچسپی اوران کے خاص خیال کا آپ کے اس رؤیا سے بھی پتہ چلتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

”جن دنوں میں ایران کا انقلاب آرہا تھا، 1977ء کی بات ہے مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک جگہ کا نظارہ کررہا ہوں ایک وسیع گول دائرہ میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ترنم کے ساتھ پڑھتے ہے اور وہ فقرہ جو اس وقت لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت: ”کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے۔“ ”اور یہ جو مضمون ہے یہ اس طرح مجھ پر کھلتا ہے کہ نظارے دکھائے جارہے ہیں ایک پہلو سے سامنے یہ نوجوان گا رہے ہیں اور پھر میری نظر پڑتی ہے اس کی طرف، شام مجھے یاد ہے، عراق یاد ہے، اور پھر ایران کی طرف، پھر افغانستان، پاکستان مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں۔ جو انقلاب آرہے ہیں ان کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتہ نہیں۔ہم ان کو اتفاقی تاریخ واقعات کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں۔مگر رؤیا میں جب وہ مل کر گاتے ہیں تو اس سے یہ تأثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ اتفاقاً الگ الگ ہونے والے واقعات نہیں بلکہ واقعات کی اک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے۔اور ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس کا ہاتھ یہ تقدیر بنا رہا ہے۔معلوم ہوتا ہے کوئی بڑے بڑے واقعات ان واقعات کے پس پردہ رونما ہونے والے ہیں جو ان کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ہم جو سیاسی اندازے کر رہے ہیں یہ کچھ اور ہیں، جو خدا کے اصل مقاصد ہیں وہ کچھ اور ہیں۔“

(الفضل 8/ مارچ 1983ء صفحہ2)

مشرق وسطی میں ہونے والے واقعات کی روشنی میں سیاسی بصیرت رکھنے والے احباب اس رؤیا کی بہتر تعبیر کر سکتے ہیں لیکن ہم یہاں اس رؤیا میں مذکور ایک بات کا ذکر ضرور کریں گے، اور وہ یہ ہے کہ 1977ء میں کون کہہ سکتا تھا کہ کچھ سالوں میں ہی عربوں میں احمدیت تیزی سے پھیلنے لگے گی اور عربوں کے وفود جلسوں میں شامل ہوں گے اور سب سے عجیب بات یہ کہ آج بھی عرب احمدی احباب قصیدہ پڑھتے ہیں تو ایک لائن میں کھڑے ہونے کی بجائے دائرے کی شکل میں کھڑے ہوتے ہیں۔پھر عمومًا جلسہ کے اختتام پر مختلف ملکوں کی زبانوں میں نظمیں اور قصائد پڑھے جاتے ہیں۔شاید یہ بھی اس رؤیا کی تعبیر کی ایک جھلک ہے۔

حضورؒ کا جماعت کے نام پہلا تحریری پیغام

حضورؒ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے پہلے تحریری پیغام میں عربوں اور اہل فلسطین کے لئے خصوصی دعا کی تحریک فرمائی۔ ذیل میں یہ پیغام نظر قارئین کیا جاتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
ھُوَالنَّاصِر

پیارے احباب جماعت!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہمارے سخت زخمی دلوں کے زخموں میں ایک ایسا زخم بھی ہے جو روز بروز زیادہ بھیانک، زیادہ گہرا اور زیادہ تکلیف دہ ہوتا چلا جارہا ہے اور ہر لحہ ہمارے دلوں سے خونابہ ٹپک رہا ہے۔میری مراد اسرائیل کے ان انتہائی بھیانک اور بہیمانہ مظالم سے ہے جو وہ بڑی بیدردی اور سفاکی کے ساتھ مسلمانان عالم پر توڑ رہا ہے۔حضرت خلیفة المسیح الثالث اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس کا شدید دکھ محسوس فرما رہے تھے اور اس ذکر پر ان کی آنکھیں مجسم درد بن جاتی تھیں۔

یہ درست ہے کہ بظاہر ہم ایک کمزور اور چھوٹی سی جماعت ہیں جو دنیا کی نظر میں التفات کے لائق بھی نہیں لیکن میں جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ہم اپنے ربّ کے ادنیٰ غلام ہیں اور استحقاق کے بغیر ہمیشہ اس کی رحمت اور فضلوں کے ہم مورد رہے ہیں اور وہ ہماری گریہ وزاری کو قبول فرماتا ہے۔ پس مَیں تمام احمدی احباب مردوزن، بوڑھوں اور بچوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ بڑے درد و کرب سے اللہ کے حضور ایک شور مچادیں کہ تا وہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہر فرد بشر پر رحمت اور کرم کی نظر فرمائے اور اپنے آنسوؤں سے سجدہ گاہوں کو تر کردیں اور اپنے رب کی رحمت کے قدم چوم کر عرض کریں۔اے آقا رحمٰن رحیم! ہمارے سینے اس غم سے پھٹ رہے ہیں۔امت محمدؐیہ سے درگزر اور عفو کا سلوک فرما اور اپنے محبوب محمدؐ کے نام کی برکت سے ان کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کردے اور ان کمزوروں کو دشمنان اسلام کے خلاف طاقت اور غلبہ عطا فرما۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے ان دردناک مظالم کا انتقام خود اپنے ہاتھ میں لے لے یا پھر یہ عظیم تر معجزہ دکھا کہ دشمنوں کے دل یکسر بدل دے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی امت کا خون بہانے کی بجائے خود اپنے خون سے ان مظالم کا کفارہ ادا کرنے کی سعادت پائیں۔مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیقرار دلوں کی دعاؤں کو پایہ قبولیت میں جگہ دے گا اور ہمارے سخت زخمی دلوں کے اندمال اور سکینت کا سامان پیدا فرمائے گا۔ اے خدا! ایسا ہی کر! دیکھ ہم تیرے حضور ذبح ہونے والی قربانیوں کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرم

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ اتوار 20/ شعبان المعظم 1402ھ، 13/ احسان 1361ہش، 13/ جون 1982ء)

تیل کی دولت والے اسلام کے بارہ میں تحذیر

حضورؒ فرماتے ہیں:

”تیل کی دولت نے سب دنیا کی توجہ مشرق وسطیٰ کی طرف کھینچی ہے اوراس سے استفادہ کرنے کے لئے بعض ایسی قومیں توجہ کر رہی ہیں جو دراصل مادیت میں دلچسپی رکھتی ہیں کیونکہ ان کے سابقہ مذاہب نے بھی انہیں خدا کا کوئی واضح تصور عطا نہیں کیا۔ چنانچہ چند سال قبل جاپان کی مسلم ایسوسی ایشن کے بعض عہدیداروں سے میری ملاقات ہوئی تو دوران گفتگو یہ بات کھل کر میرے سامنے آئی کہ ان کو اسلام سے زیادہ ان علاقوں میں دلچسپی ہے جہاں مسلمان قابض ہیں اور تیل دریافت ہو چکا ہے چنانچہ ان لوگوں نے محض نام تبدیل کئے اور اسلام کو گہرائی سے سمجھے بغیر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

جس خطرہ کی مَیں نے نشاندہی کی تھی کہ اس میں فوائد سے زیادہ خطرہ نظر آتا ہے۔ وہ خطرہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اسلام کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے اس لئے مسلمان کہلانے کے باوجود مذہب اسلام کو نقصان پہنچانے کا موجب بن سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دو ثبوت مجھے ان جاپانی مسلمانوں سے گفتگو کے دوران یہ ملے کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ اسلام میں جو شراب حرام ہے وہ جاپان کے حالات کی رو سے حرام نہیں ہے اس لئے ہماری مسلم ایسوسی ایشن نے باقاعدہ فتویٰ شائع کر دیا ہے کہ جاپان میں مسلمانوں کے لئے شراب پینا جائز ہے کیونکہ جن حالات میں منع ہے جاپانی قوم پر وہ اطلاق نہیں پاتے۔ اسی طرح سور کھانا بھی جاپان کے مسلمانوں کے لئے جائز ہے کیونکہ یہ بہت صاف ستھرا جانور ہے اسے اچھی طرح حفاظت سے پال کر ذبح کیا جاتا ہے۔ تو جاپانی حالات میں شراب بھی حلال ہوگئی اور سور کا گوشت بھی حلال ہوگیا اسی طرح دیگر اسلامی احکامات میں بھی ان لوگوں کا دخل دینا بعید از قیاس نہیں ہے بلکہ جہاں تک عبادات کا تعلق ہے عملاً وہ یہی سمجھتے ہیں کہ کبھی شوقیہ کوئی نماز پڑھ لی جائے تو یہی بہت کافی ہے اور جہاں تک روزوں کا تعلق ہے بعض ایسے مسلمانوں سے جب مَیں نے پتہ کیا تو انہوں نے کہا ہم ایک آدھ روزہ رکھ لیتے ہیں اس سے زیادہ روزہ اس زمانہ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ تو گویا ایسا اسلام قبول کیا جارہا ہے جو ان کے نزدیک نہ صرف مختلف قوموں کے لئے مختلف شکلیں اختیار کر جاتا ہے بلکہ مختلف زمانوں سے الگ الگ سلوک کرتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9/ ستمبر 1983ء)

عالمی طاقتوں کو عربوں کے بارہ میں انتباہ

سورة ھمزة کی تفسیر کرتے ہوئے ایک خطبہ میں حضورؒ نے فرمایا:

”ھمزة کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا توڑ کر ریزہ ریزہ کر دینا کسی کو اور اس کے بعد خود مالدار ہوتے چلے جانا اور جس کو گرایا جارہا ہے جس کو خاک پر پھینکا جارہا ہے اس کو ذرہ حقیر اور بے معنی سمجھ کر یہ خیال کر لینا کہ ساری دولتیں تو میرے ہاتھ میں اب آچکی ہیں اب یہ میرا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں ذرات جن کو مَیں نے پارہ پارہ کیا ہوا ہے۔ بالکل یہی سوچ مغربی دنیا کی بھی ہے اور مشرقی دنیا کی بھی ہے۔ عظیم الشان اشترا کی طاقتیں بھی یہ سمجھتی ہیں کہ ساری قوم کے اموال تو ہمارے چند ہاتھوں میں آچکے ہیں اور ہمارے کنٹرول میں آگئے ہیں جو اس وقت کسی Regime کے نام پر حاکم ہیں ان لوگوں پر ان کے پاس تو کچھ نہیں رہا۔ یہ تو ذرات میں تبدیل ہو چکے ہیں لوگ اس لئے جب اموال ہمارے پاس ہیں تو یہ ہمارے مقابل پر کس طرح اٹھ سکتے ہیں اس لئے ہمیشہ کے لئے ہماری Regime، ہماری طاقتیں، ہمارے گروہ جو اس وقت حکومت کر رہے ہیں جاری رہیں گے ہمیشہ کے لئے اور دن بدن انفرادی طاقت کم ہوتی چلی جائے گی اجتماعی طاقت کے مقابل پر اور مغربی دنیا کا بھی بالکل یہی نقشہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دولتیں تو ہم نچوڑتے

چلے جارہے ہیں۔ جتنی زیادہ ڈیولپمنٹ ہورہی ہے ہم ان پسماندہ قوموں سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بھاگ رہے ہیں اور اموال سمٹ کر ہمارے ہاتھوں میں آتے چلے جارہے ہیں تو یہ ذرات بے معنی اور حقیر ذرے بے بس ذرے یہ ہمارا مقابلہ کس طرح کرسکیں گے اس لئے ہمیں ہمیشہ کی زندگی مل گئی ہے۔

تو معنوی لحاظ سے اس کا یہ معنی ہوگا کہ بعض دفعہ حقیر ذروں کے اندر بھی ایک آگ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے، ایک جلن ایک تکلیف جو بڑھنے لگتی ہے اور اس درجہ تک پھر وہ پہنچ جاتی ہے کہ اندرونی دباؤ اس کو پھٹنے پر مجبور کردیتا ہے اور ایسا وقت آتا ہے کہ انہی حقیر ذروں سے وہ آگ پھوٹ پڑتی ہے جو ان مالکوں کو ہلاک کردیتی ہے یعنی ان غریب اور پس ماندہ قوموں کو تم یہ نہ سمجھو کہ خطرہ سے خالی ہیں، انکے اندر اندرونی دباؤ بڑھے گا۔ جتنا زیادہ تم ان کو توڑتے چلے جاؤ گے اتنا زیادہ اندرونی نفرتیں آگ کی شکل اختیار کرنے لگ جائیں گی، چنانچہ اس آگ کے اکٹھا ہونے کے واضح شواہد مشرقی دنیا میں بھی مل رہے ہیں اور مغربی دنیا میں بھی مل رہے ہیں۔ اب مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہورہا ہے وہ یہی ہورہا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ کمزور ہیں نہتے ہیں بیچارے بے بس ہیں اندرونی تکلیف اور بے بسی کی آگ نے ان کے اندر ایک ایسی قوت پیدا کردی ہے، ایسے ہوگئے ہیں، ایسا مقام بھی آرہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم ہلاک ہوجائیں گے لیکن تمہیں بھی ساتھ ہلاک کردیں گے۔ چنانچہ لبنان میں جنبلات نے جو اعلان کیا ہے یہی کیا ہے۔ اس نے کہا کہ تمہاری جو پالیسیز ہیں تمہاری سیاستیں انہوں نے لبنان کو پارہ پارہ کیا ہوا ہے اور انصاف نہیں ہے اس میں اس لئے ہم تمہیں یہ اب نوٹس دیتے ہیں کہ تمہاری بات نہیں چلے گی۔ اگر لبنان کو ہلاک ہونا پڑے سارے کو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں اب وہ درجہ پہنچ چکا ہے کہ جہاں عَمَدٍ مُمَدَّدَة بن چکے ہیں وہ یعنی اندرونی پریشرز کے ذریعے جب قومیں Desprit ہوجائیں اندرونی دباؤ کے نتیجہ میں جب وہ کرگزرنے پر آمادہ ہوجائیں تو اس وقت کا نقشہ عَمَدٍ مُمَدَّدَة کھینچتا ہے اور یہ جمع کی ہوئی آگ اور دیر کی حسرتیں، حسد اور تکلیفیں جب اکٹھی ہوجاتی ہیں تو اس وقت یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/فروری 1984ء)

بعد کے واقعات حضورؒ کی اس تفسیر و تحلیل کی صداقت اور آپ کی عظیم سیاسی بصیرت کی شہادت دے رہے ہیں۔ افسوس کہ عالمی طاقتوں نے اس ''صدائے فقیرانہ حق آشنا'' کو نہ پہچانا اور عالمی امن کو بچانے کے لئے کوئی کردار ادا نہ کیا۔

جماعت احمدیہ مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر

ہمیشہ سے ہی جماعت احمدیہ کو مقدس مقامات کی حفاظت کی فکر رہی ہے اور اس سلسلہ میں جماعت کا ایک ایک فرد ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ ایک ایسے ہی موقعہ پر جب کہ مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی یہودی کوشش ہورہی تھی حضورؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''مَیں جماعت کو پھر دو دعاؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ ایک بارش کے لئے دعا اور ایک عرب دنیا کے لئے دعا......عرب دنیا میں ایک اور بڑا خطرناک واقعہ رونما ہوا ہے مسجد اقصیٰ کو بم سے اڑانے کی بڑی ذلیل اور نہایت ہی کمینی کوشش کی گئی ہے یہود کی طرف سے اگرچہ ناکام ہوگئے وہ لوگ جو مقرر تھے اس کام پر لیکن یہ پہلے بھی کوششیں ہوچکی ہیں اور نہایت ہی خبیثانہ ارادے ہیں یہود کے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے معزز مقامات کو تباہ کردیا جائے اور کچھ دیر کے بعد لوگ بھول جائیں گے اور پھر وہاں ہم ان کا معبد دوبارہ بنوانے کی بجائے اپنا معبد بنائیں اور پھر مسجدوں کو نابود کرنے کے نتیجہ میں اگرچہ بظاہر مسلمان نابود نہیں ہوتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شعار کا قوموں کی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جو قومیں اپنے شعار کی ذلت قبول کرلیں وہ ہلاک ہوجایا کرتی ہیں۔ آخر ایک کپڑے میں کیا بات تھی جس سے جھنڈا بنایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تربیت فرمائی صحابہؓ کی کہ جھنڈے کی حفاظت کرنی ہے اور بظاہر ایک بے وقوف آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ جھنڈے کو چھوڑو جان بچانی چاہئے لیکن بالکل برعکس آنحضرت ﷺ نے اس کے تعلیم دی ہے اور ایک جنگ کے موقع پر جو تین سپہ سالار آنحضور ﷺ نے یکے بعد دیگر مقرر فرمائے تھے ایک زخمی ہوتا تھا وہ ایک ہاتھ سے جھنڈا دوسرے میں منتقل کرلیتا تھا۔ وہ کاٹا جاتا تھا تو بعض دفعہ ٹنڈے بازوؤں سے انہوں نے جھنڈوں کو چھاتی کے ساتھ لپیٹا جب وہ بھی کاٹے گئے تب دوسرا آگے بڑھا اور جھنڈا نہیں گرنے دیا اور یکے بعد دیگرے تینوں جرنیل جو چوٹی کے تھے جنگی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ شہید ہوگئے اور جھنڈے کو نہیں گرنے دیا۔

تو اس بات کو معمولی نہ سمجھیں یہ شعائر اللہ کی بہت بڑی عظمت ہوتی ہے اس لئے ساری دنیا میں مسلمانوں کو اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے اختلافات کو بھلانا چاہئے اور اکٹھے ہو کر اس کا دفاع کرنا چاہئے۔ اگر یہود کو یہ معلوم ہوجائے کہ ساری دنیا کے مسلمان اپنے شعائر کی عظمت اور احترام اپنے دل میں اتنا رکھتے ہیں کہ بوڑھے اور بچے کٹ مریں گے لیکن شعائر کو تباہ نہیں ہونے دیں گے تو پھر مسلمانوں کو وہ کبھی تباہ نہیں کرسکتے۔ ایسی عظیم زندگی پیدا ہوجائے گی کہ عالم اسلام میں کہ کوئی دنیا کی طاقت پھر اس زندگی کو مٹا نہیں سکتی۔

ہم بھی حاضر ہیں، جماعت احمدیہ کو شعائر اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہونا چاہئے اگر کوئی قوم بلائے شعائر کی خاطر قربانی کے لئے بلائے تو ہم حاضر ہیں۔ یہ ہے وہ جہاد جو حقیقی جہاد ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جس کی اسلام نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے اس لئے اگر آپ کو نہیں آنے دیتے اپنے ساتھ ان خدمتوں میں، اگر آپ سے فی الحال نفرتیں ہیں تو یہاں بیٹھے ایک جہاد شروع کرسکتے ہیں دعا کا جہاد ہے۔ آخر جنگ بدر بھی تو اس خیمہ میں جیتی گئی تھی جہاں دعائیں ہورہی تھیں۔ اس میدان میں نہیں جیتی گئی تھی جہاں تھوڑی سی لڑائی ہوئی تھی۔ اصل وہ جنگ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خیمہ میں جیتی گئی ہے پس وہ جنگ تو آپ یہاں شروع کردیں پھر اگر خدا توفیق دے گا اور وقت ہمیں بلائے گا تو دنیا دیکھے گی کہ جہاد کے میدان میں احمدی کسی دوسری قوم سے پیچھے نہیں بلکہ ہم ہر میدان میں صف اوّل میں ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ فروری1984ء)

۞۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ گھانا کی دوسری نیشنل تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد

(رپورٹ: حمید اللہ ظفر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جامعہ احمدیہ غانا کے زیر اہتمام دوسری نیشنل تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ کلاس مورخہ یکم جون 2009 تا 3 جولائی 2009 منعقد کی گئی یہ کلاس صرف Seniour&Juniour High School کے ایسے طلباء کے لئے قائم کی گئی جو امتحانات کے بعد ان دنوں فارغ تھے اس کلاس کے انعقاد کا ایک مقصد جہاں قرآن کریم کی تعلیم سے ان بچوں کو روشناس کرانا تھا وہاں ان کی علمی اور اخلاقی تربیت کرنا بھی تھی تاکہ جب یہ بچے اعلیٰ تعلیم کے لئے کالجز اور یونیورسٹیز میں جائیں اور وہاں عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگوں سے ان کا سامنا ہو تو یہ اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے باخوبی روشناس ہوں۔ اس کلاس کے انعقاد کے سلسلہ میں جو مساعی کی گئی اس کی جھلکیاں احباب جماعت کے لئے بغرض دعا پیش ہیں۔

اس کلاس کے انتظام کے سلسلہ میں جامعہ احمدیہ کی انتظامیہ نے مکرم سید حافظ مشہود صاحب، استاد مدرسہ الحفظ گھانا کو (جو نیشنل سیکرٹری تعلیم غانا بھی ہیں) اس کلاس کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا جبکہ حافظ طیب احمد طاہر صاحب بطور نائب ناظم اعلیٰ مقرر کئے گئے۔

اس کلاس کے انتظامات کے لئے کل 9 شعبہ جات بنائے گئے۔

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک کے مختلف حصوں سے کل 50 طلباء نے اس کلاس میں شرکت کی سعادت حاصل کی جن میں سے بعض طلباء ملک کے نارتھ سے آئے تھے۔ کافی مشکل اور تھکا دینے والا سفر طے کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ان تمام طلباء کو جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں رہائش مہیا کی گئی جس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ یہ طلباء مستقل جامعہ احمدیہ انتظامیہ کی نگرانی میں رہے۔ ان کی رہائشگاہ میں بنیادی نوعیت کی تمام ضروریات مہیا کی گئیں تاکہ انہیں یہاں گھر کا بنیادی ماحول میسر آسکے۔

طلبا کی ورزشی سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ روزانہ طلباء کھیلوں میں بھی شامل ہوں فٹ بال اور والی بال باقاعدگی سے کھیلا جاتا رہا۔ اس عرصہ میں کل 4 مقابلہ جات بھی منعقد کئے گئے۔ جن میں فٹ بال اور والی بال کے علاوہ مقابلہ ثابت قدمی اور مقابلہ ڈرافٹ کا بھی انعقاد کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد تمام طلباء نے سیر بھی کی ایسے طلباء جو بیمار تھے انہیں ابتدائی طبی امداد مہیا کی گئی۔ جو طلباء زیادہ بیمار ہوئے انہیں حسب ضرورت ڈاکٹر کے پاس بھی بھجوایا گیا تاکہ ان کا باقاعدہ علاج ہوسکے۔

ان طلباء کی تربیت کے حوالے سے انہیں پانچ احزاب میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر حزب پر ایک سائق مقرر کیا گیا جو ان کی روزانہ کی نمازوں کی حاضری، کھیل میں شمولیت کی حاضری، ان کے کمروں کی صفائی کا ریکارڈ رکھتے تھے۔ نماز فجر اور نماز عصر سے قبل طلباء کو اٹھانے کے لئے خصوصی صَلِّ عَلٰی بھی کروایا جاتا رہا تاکہ طلباء کو اس کا احساس ہو۔

تمام طلباء کو مختلف گروپس میں تقسیم کرکے انہیں ہر ہفتے میں ایک بار باقاعدگی سے وقار عمل کروایا گیا تاکہ ان میں وقار عمل کی اہمیت اور اس کی ضرورت کا احساس اجاگر کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ اس شعبہ کے ذریعے کلاس رومز کی صفائی کا بھی کام کروایا گیا۔

طلباء کی تدریس کے حوالے سے ایک تفصیلی ٹائم ٹیبل مرتب کیا گیا جس میں صبح 7:15 سے لے کر دوپہر 1:15 تک کا وقت باقاعدہ تدریس کے لئے مختص کیا گیا۔ جس میں انہیں قرآن کریم ناظرہ، قرآن کریم کی چند بنیادی سورتوں کا حفظ، ابتدائی نوعیت کا فقہ، چہل احادیث، دینی معلومات، کلام کے تحت وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت کے مضمون پڑھائے گئے۔ جبکہ عیسائیت کے بطلان کے مضمون میں طلباء کو ردّ کفّارہ، ردّ تثلیث اور صلیب سے بچنے کے بارہ میں دلائل سکھائے گئے۔ نماز مغرب کے بعد طلباء کے لئے خصوصی کلاس کا انتظام کیا جاتا رہا جس میں انہیں نماز سادہ اور باترجمہ سکھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح نماز عشاء کے بعد طلباء کا دو گھنٹے کا اسٹڈی ٹائم ہوتا تھا جبکہ ہر جمعرات کو طلباء کے لئے سوال و جواب کی محفل کا اہتمام کیا گیا۔ اس عرصے میں طلباء کے مابین کل 3 علمی مقابلہ جات کا انعقاد بھی کیا گیا جن میں مقابلہ حسن قرأت، مقابل اذان اور مقابلہ پیغام رسانی شامل ہیں۔

مورخہ یکم جولائی کو طلباء کا باقاعدہ امتحان لیا گیا جس میں کامیاب ہونے والے طلباء کو سند کامیابی سے جبکہ فیل ہونے والے طلباء کو سند شرکت دی گئی۔

مورخہ 3/جولائی کو اس کلاس کی اختتامی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی جناب الحاج مولوی محمد یوسف یاسن صاحب نائب امیر اوّل گھانا تھے۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران بھی اس موقع پر مدعو گئے گئے تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے مہمان خصوصی کا تعارف کروایا جس کے بعد مکرم ناظم اعلیٰ صاحب نے اس کلاس کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مکرم نائب امیر صاحب اوّل نے کامیاب ہونے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ اس کلاس میں بہترین ریجن ویسٹرن ریجن قرار پایا۔ پروگرام کے اختتام پر مکرم مہمان خصوصی صاحب کے ساتھ تمام اساتذہ و طلباء تعلیم القران کلاس کی گروپ فوٹو بنائی گئی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور تمام انتظامیہ جامعہ احمدیہ غانا کو اجر عظیم سے نوازے اور آئندہ بھی اس قسم کی بابرکت کلاسز کا اہتمام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

۞۞۞۞۞۞۞

خطبہ جمعہ

ہمیں وہ روزے رکھنے چاہئیں جو ہمارے اس دنیا سے رخصت ہونے تک ہماری ہر حرکت وسکون، ہمارے ہر قول وفعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بناتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملانے والے ہوں۔

ہمیں اس رمضان میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ اپنی نمازوں کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔

یہ دعاؤں کی قبولیت کا خاص مہینہ ہے اور سب سے بڑی دعا جو ہمیں کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کیا جائے، اس کا قرب تلاش کیا جائے۔

مؤرخ احمدیت حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ حضرت مولانا مرحوم کی خدمات دینیہ اور خصائل حمیدہ کا محبت بھرا تذکرہ۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مکرم محمد اسلم صاحب اور مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب مرحومین کی نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 28/اگست 2009ء بمطابق 28 ظہور 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرہ:187)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک اور رمضان المبارک دیکھنا نصیب فرمایا اور آج ہم محض اور محض اس کے فضل سے اس رمضان کے چھٹے روزہ سے گزر رہے ہیں۔ اگر انسان سوچے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا شمار نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ **وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ** (العنکبوت:70) یعنی اور جو لوگ ہم سے ملنے کی پوری کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشتے ہیں۔ فرمایا تو یہ ہے کہ جو لوگ آنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے کی توفیق بخش دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بندوں پر نہیں چھوڑا کہ میری طرف آنے کے راستے خود تلاش کرو اگر صحیح راستے کو خود ہی پا لیا تو ٹھیک ہے، مَیں پکڑ لوں گا اور آگ میں گرنے سے بچا لوں گا۔ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے ہر زمانے میں جیسا کہ اس کی سنت ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے وہ راستے دکھائے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں اور پھر جب انسانی استعدادوں نے اپنی بلوغت کو پا لیا جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ارتقائی عمل سے گزرتے ہوئے انسان نے حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کو مبعوث فرما کر ہمیں اپنی کامل شریعت کے ذریعہ سے اپنی طرف آنے کے راستے دکھائے تا کہ انسان تباہی اور جہنم میں گرنے سے بچ جائے اور ان راستوں پر گامزن ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے ہیں اور ان میں سے ایک راستہ رمضان کے روزے ہیں۔

یہ رمضان کا جو مہینہ ہے بے شمار برکات لئے ہوئے ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ اور یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس سے پہلی آیات میں سے ایک آیت میں اس کا ذکر بھی ہے کہ اپنی قربت دلانے کا یہ ذریعہ یعنی روزے خدا تعالیٰ نے پہلے انبیاء کی قوموں کے لئے بھی فرض کئے تھے اور آج مسلمانوں پر بھی فرض ہیں۔ لیکن جیسا کہ اسلام دین کامل ہے اسلام میں روزوں کا تصور بھی اعلیٰ ترین صورت میں اللہ تعالیٰ نے دیا اور اس کی تعلیم دی۔ سحری اور افطاری کے اوقات کا تعین اور بعض دوسری سہولیات کا ذکر کیا جس میں بیماری اور سفر کی حالت میں چھوٹ بھی دی۔ اور پھر یہ کہ بعد میں تعداد کو پوری کرنا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر طاقت ہے تو فدیہ کا بھی حکم ہے۔ اور مستقل بیماری اور عذر کی وجہ سے فدیہ وغیرہ دینے کا حکم ہے۔ لیکن عبادتوں اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے ایک مومن پر فرض کی ہے، اس کو توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے اس لئے ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہلکی پھلکی بیماری اور کمزوری کو اس چھوٹ کا بہانہ بنا کر روزوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ایک مومن کی کامل اطاعت کا تو تبھی پتہ چلتا ہے جب خدا تعالیٰ کی خاطر کھانا پینا اور بعض جائز کام بھی ایک وقت تک کے لئے چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہ معاف کرنے اور اسے اپنے قرب سے نوازنے کے لئے خاص سامان پیدا فرماتا ہے۔ ایک تو **لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا** کہہ کر ہر وقت، ہر موسم، ہر زمانے اور ہر ملک کے انسانوں کو کہہ دیا کہ ہم اپنی طرف آنے کے راستے دکھاتے ہیں۔ ہر اس شخص کو جو اپنی بھرپور کوشش ہماری طرف آنے کے لئے کرے۔

گویا یہ اعلان عام ہے اور ہر وقت جو بھی نیک نیت ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جائے گا اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پانے والا بنے گا۔ لیکن رمضان کا مہینہ ایسا مہینہ ہے جس میں ان قربانیوں کی وجہ سے جو بندہ خدا تعالیٰ کے لئے کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے حکم سے کرتا ہے، ایک فیض خاص کا چشمہ بھی جاری فرما دیا۔ اپنے بندوں کی روحانی ترقی کے لئے ایک خاص اہتمام فرمایا ہے۔ ایک ایسا ماحول میسر فرمایا ہے جو نیکیوں

کے راستوں کو جلد از جلد طے کرنے میں مدد دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کے لئے آسانیاں پیدا فرما دی ہیں۔ بندے کی دعاؤں کی قبولیت کے لئے تمام دُوریوں کو قربتوں میں بدل دیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اِذَاجَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شھر رمضان حدیث نمبر 2384)۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

تو یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ کس طرح اس حالت کا نقشہ کھینچ دیا اور بیان فرما دیا کہ رمضان میں یہ صورتحال ہوتی ہے۔ پس کیا یہ ہماری خوش قسمتی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور رمضان سے ہمیں فائدہ اٹھانے کا، فیض حاصل کرنے کا موقع مہیا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ تو عام حالات میں بھی ایک نیکی کے بدلے کئی گنا ثواب دیتا ہے اور گناہ کی سزا اُس (گناہ) کے برابر ہے۔ لیکن ان دنوں میں تو جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ وہ اپنے بندے پر بے شمار فضل نازل فرما رہا ہوتا ہے۔ اور عام حالات میں تو شیطان کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ ہر راستے سے بندوں کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے اور بعض اوقات نیکیاں بجالانے والے بھی اس کے بھرّے میں، اس کی چال میں آجاتے ہیں، اس کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی رفتار میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اصل میں شیطان بعض اوقات بعض نیک لوگوں کو بھی نیکی کے روپ میں برائی کی طرف لے جا رہا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان فرمایا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ اعلان فرمایا ہے کہ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ کہ شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور شیطان نے اپنے چیلے مختلف راستوں پر انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بٹھائے ہوئے ہیں، ان سب کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ پس موقع ہے اس رمضان کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، ہر قسم کی نیکیاں بجالاتے ہوئے، جنت کے جتنے زیادہ سے زیادہ دروازوں سے داخل ہوا جاسکتا ہے انسان داخل ہونے کی کوشش کرے۔ ان بلندیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو جہاں تک شیطان کی پہنچ نہ ہو اور پھر ان معیاروں کو ہمیں اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے چلے جانا چاہئے۔ عبادتوں کے معیار بھی بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ صدقہ و خیرات میں بھی بڑھتے چلے جائیں کہ ہم نے اپنے آقا و مطاع محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ پر عمل کرنا ہے جن کا ہاتھ صدقہ و خیرات کے لئے رمضان میں تیز آندھی کی طرح چلا کرتا تھا۔

اخلاق حسنہ کی بجاآوری ہے اس میں بھی نئے سے نئے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کر کے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش بھی خاص لگن اور شوق سے کرنی چاہئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم رمضان کے ان دنوں میں رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بن جائیں۔ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جن کے بارے میں ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور مَیں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیب ہے، پاک ہے، روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم۔ باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904)

پس ہمیں وہ روزے رکھنے چاہئیں جو ہمارے اس دنیا سے رخصت ہونے تک ہماری ہر حرکت و سکون، ہمارے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بناتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملانے والے ہوں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر روزہ دار جو روزے کے تمام لوازمات پورے نہیں کرتا حدیث کے الفاظ کہ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ (صحیح بخاری کتاب الصوم۔ باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904) یعنی اور جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا اس کا مصداق نہیں بن سکتا اور اس کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے انذار بھی فرمایا ہوا ہے کہ صرف روزہ کافی نہیں ہے کہ روزہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر خوش ہو جاؤ گے، بلکہ روزہ کی قبولیت کے لئے جو لوازمات ہیں ان کو بھی پورا کرو۔

اس کے بارہ میں ایک روایت میں مزید آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم۔ باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پس پہلی حدیث میں برائیوں سے بچنے والے کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خبر دی گئی ہے اور اس حدیث میں یہ بتایا کہ برائیوں سے نہ بچنے والے کا روزہ، روزہ نہیں ہوتا بلکہ فاقہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کے فاقہ زدہ رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یا اس شخص کے فاقہ زدہ رہنے سے اس کی نیکیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ پس حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضلوں کو مانگنے اور رمضان کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے اس خاص ماحول میں ایک کوشش کی ضرورت ہے۔ ماحول تو ہمارا وہی ہے جہاں اچھے لوگ بھی رہ رہے ہیں، نیکیوں پر قدم مارنے والے بھی لوگ رہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں لوگ بھی رہ رہے ہیں اور پھر برائیوں میں مبتلا لوگ بھی یہاں بس رہے ہیں۔ گندگی میں ڈوبے ہوئے اور شراب اور زنا کی برائیوں میں مبتلا لوگ بھی یہاں بس رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ رکھ کر خدا اور مذہب کے نام پر ایک دوسرے کا خون بھی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو رمضان میں احمدیوں کو تکالیف دینا اور شہید کرنا کارِثواب سمجھتے ہیں۔ تو کیا یہ نیکیاں اور برائیاں کرنے والے صرف رمضان کے بابرکت مہینے کی وجہ سے برابر ہو جائیں گے۔ جس طرح نیکیاں کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ برائیوں میں مبتلا لوگوں کے لئے بھی جنت کے دروازے کھولے جائیں گے؟ جس طرح نیکیاں بجالانے والے اور عبادت کرنے والے جہنم سے محفوظ کئے گئے ہیں اور ان کے شیطانوں کو قید کر دیا گیا ہے ان تمام قسم کی برائیاں کرنے والوں کو بھی جہنم سے محفوظ کر دیا گیا ہے اور ان کے شیطانوں کو قید کر دیا گیا ہے؟ اگر ان کے شیطانوں کو بھی قید کر دیا جاتا تو یہ شیطانی فعل ان سے سرزد ہی نہ ہوتے بلکہ وہ نیکیاں کرنے والے ہوتے۔ پس یہ معاملہ بعض نسبتوں اور اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے رمضان سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرے گا خدا تعالیٰ عام حالات سے بڑھ کر اس کے لئے یہ سامان مہیا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شخص جو روزہ دار ہے اور اس نیت سے روزہ رکھتا ہے کہ اللہ کو راضی کرے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ان سب برائیوں کو ترک کر رہا ہے بلکہ جائز باتوں کو بھی چھوڑ رہا ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان خاص سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کے فضل کو مانگتے ہوئے اس کے حضور جھکنے کی ضرورت ہے۔ وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ، آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے سوال پر یا امکان سوال پر دیا تھا وہ ہمیشہ کے لئے قرآن کریم میں محفوظ ہو کر ہمارے لئے خوشخبری کا پیغام بن گیا ہے۔

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ روزوں کے احکام کے درمیان میں یہ آیت آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے قُرب اور ان دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری دی ہے جو بندہ کرتا ہے اور جیسا کہ جو احادیث مَیں نے پیش کیں وہ بھی اس آیت کی وضاحت کرتی ہیں۔ احادیث میں روزہ کے حوالے سے بعض اوامر و نواہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب آنے اور اپنا قُرب پانے اور اپنے بندے کی دعا کی قبولیت کا ذکر فرما کر بعض شرائط بھی عائد فرما دیں۔

پہلی بات تو سَأَلَکَ عِبَادِیْ کہہ کر فرما دی کہ رمضان سے فیضیاب ہونا اور فیض پانا اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنا ہرایرے غیرے کے لئے نہیں ہے۔ فرمایا کہ 'میرے بندے'، وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا عبد بننا چاہتے ہیں اور ہیں یہ قربتیں انہی کو ملنے والی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں یا خاص بندے بننے کے خواہاں ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) کا اظہار ان کے ہر فعل سے ہو رہا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ سوال عَنِّیْ کا کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ میرے بارے میں پوچھتے ہیں، مجھے تلاش کرتے ہیں۔ ان کی خواہشات دنیاوی نہیں ہوتیں کہ خدا ملے تو بزنس بڑھانے کی دعا کرو۔ اس سے بزنس کے لئے مانگو۔ دوسری دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کی دعا کرو۔ نہیں، بلکہ ان کی تڑپ پھر یہ ہوتی ہے کہ بتاؤ میرا اللہ کہاں ہے۔ مَیں بے چین ہوں اپنے خدا کی تلاش میں۔ دنیا دہریت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ خدا کے وجود کے خلاف کتابیں لکھی جا رہی ہیں ایسے میں مجھے بھی اپنی فکر ہے کہ مَیں جو خدائے واحد پر ایمان لانے والا ہوں۔ میری صرف ایک خواہش ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی ذات کا اتنا عرفان حاصل ہو جائے کہ کوئی دنیاوی چیز اور دہریت کی چمک اور دھوکہ مجھے میرے احمدی مسلمان ہونے سے ہٹا نہ سکے۔ اور اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے مَیں رمضان کے

روزے بھی خاص اہتمام سے رکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خالص ہو کر میری تلاش کرنے والو! مَیں تمہارے قریب ہوں۔ جو بھی مسلمان ہے اور حقیقی مسلمان بننے کے لئے کوشاں ہے۔ آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی کامل شریعت پر ایمان لانے والا ہے۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تلاش میں آنحضرت ﷺ کی سنّت اور باتوں پر عمل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں ان کے قریب ہوں اور جب بھی میرے بندے مجھے پکارتے ہیں مَیں جواب دیتا ہوں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ سے سوال جواب کا سلسلہ شروع کرنا ہے تو سب سے پہلے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی تلاش ضروری ہے۔ اور تلاش کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی طریق بھی بتا دیا جس کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ قرآن کی حکومت اپنے پر قائم کرنا۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا اور عشق رسول عربی کی انتہا کرنا۔ اور قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جو زمینی اور آسمانی نشانوں کے طور پر پوری بھی ہو چکی ہیں اس زمانہ کے امام سے کامل وفا کرنا۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی بیعت میں خالص ہو کر آنا۔ صرف مسلمان ہونے کا اعلان کرنا کافی نہیں ہے۔ یہاں پھر وہی مضمون بیان ہوتا ہے کہ اَسْلَمْنَا کافی نہیں ہے بلکہ یُؤْمِنُوْا بِی کے مضمون کو سمجھو۔ اپنے ایمان کو کامل کرو اور ایمان کامل کرنے کی اپنی تعریفیں نہ کرو بلکہ اُس راستہ سے کامل ایمان کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلْیُؤْمِنُوْا بِی مجھ پر ایمان لانے کا معیار کس طرح حاصل ہوگا؟ یہ اس وقت حال ہوگا جب فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی پر بھی عمل ہوگا۔ یعنی میری بات پر لبیک کہو گے، میری باتوں کو سننے والے ہوگے اور یہ عمل اس وقت ہوگا جب قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی کوشش ہو رہی ہوگی۔ تقویٰ کے راستوں پر چلنے کے لئے، خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی بات پر لبیک کہنے کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی کوشش خالص ہو کر کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات کی طرف بھی خالص ہو کر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے اخلاق فاضلہ میں ترقی کی بھی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو لوگ ان دونوں باتوں کے جامع ہوتے ہیں، یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے، وہی متقی کہلاتے ہیں۔ انہی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کی تلاش ہے۔ انہی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی بات پر لبیک کہنے والے ہیں۔ اگر بعض اخلاق تو ہیں اور بعض حقوق کی ادائیگی تو ہے لیکن بعض کو نظرانداز کیا جا رہا ہے تو اسے متقی نہیں کہا جا سکتا۔ پس اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، تقویٰ کا یہ معیار ہمیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں اس رمضان میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سمجھنے والے اس کا حق ادا کرنے کی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنے والے بن جائیں۔ اپنی نمازوں کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ کئی لوگوں سے یہ جواب سن کر مجھے بڑی حیرت بھی ہوتی ہے اور پریشانی بھی کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ پانچوں نمازیں ادا کرنے والے بن جائیں لیکن پھر بھی ایک آدھ نماز رہ جاتی ہے۔ جب نمازیں ہی رہ جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کی قبولیت کے لئے کس طرح درخواست کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح تمام اخلاق فاضلہ کو اپنانے کے لئے درد کے ساتھ کوشش کی ضرورت ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہونی چاہئے کہ رمضان جو تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو جنت کے دروازے ہمارے لئے کھولے ہیں ان میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے داخل ہونے کی کوشش کریں۔ تبھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے قدم بڑھانے والے ہم کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے حوالے سے ایک جگہ فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’پس چاہئے کہ وہ دعاؤں سے میرا وصل ڈھونڈیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کہ کامیاب ہوں‘‘۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 396)

پس یہ دعاؤں کی قبولیت کا خاص مہینہ ہے اور سب سے بڑی دعا جو ہمیں کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وصل تلاش کیا جائے، اس کا قرب تلاش کیا جائے۔ اس سے ملنے کی خواہش ہو۔ اللہ تعالیٰ سے اس سے ملنے کی دعا کی جائے۔ جب خدا مل جائے گا تو دوسری خواہشات خود بخود پوری ہوتی چلی جائیں گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

لیکن یہاں ایک بات اور یاد رکھیں کہ دعا کی تعریف بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ دعا ہے کیا چیز اور کس قسم کی دعا ہونی چاہئے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خیال مت کرو کہ ہم روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے۔ جو ہم پڑھتے ہیں کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتا ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223)

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ معرفت عطا فرمائے جس سے ہم دعاؤں کی حقیقت اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے فلسفہ کو سمجھ سکیں۔ ہمارا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ رمضان میں ان دعاؤں کے طفیل جن سے خدا اپنے بندے کے نزدیک آ جاتا ہے وہ تبدیلیاں ہم میں پیدا ہوں جو ہمیں دوسروں سے ہمیشہ ممتاز کر کے دکھاتی چلی جائیں۔ اپنی دعاؤں میں ہمیں جماعت کے ہر شر سے محفوظ رہنے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ جو دعائیں ہم خدا تعالیٰ کے دین کے قیام و استحکام کے لئے کریں گے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق دے اور پاک تبدیلیاں بھی اس کے نتیجہ میں ہمارے اندر پیدا فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بھی بن جائیں۔

اس کے بعد اب مَیں حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا کچھ ذکر خیر کروں گا۔ جن کی دو دن پہلے وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جماعت کے چوٹی کے عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ آپ مؤرخ احمدیت کہلاتے تھے۔ تاریخ احمدیت آپ نے لکھی ہے جس کی 20 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ صرف مؤرخ احمدیت نہیں تھے بلکہ آپ تاریخ احمدیت کا ایک باب بھی تھے اور ایک ایسا روشن وجود تھے جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روشنی کو ہر وقت جب بھی موقع ملے دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا بلکہ کئی لوگوں نے مجھے لکھا بھی کہ آپ ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہ کہہ چکے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی کہا ہے لیکن مَیں ان کو یہ ہی کہا کرتا تھا کہ وہ تو ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ اب جب مَیں نے پڑھا تو مجھے پتہ لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ان کے بارے میں یہ یہی فرمایا تھا کہ وہ ایک انسائیکلوپیڈیا تھے۔ پرانے بزرگوں، اولیاء اور مجددین کے حوالے بھی ان کو یاد ہوتے تھے۔ بڑا گہرا مطالعہ تھا اور نہ صرف حوالے یاد ہوتے تھے بلکہ کتابیں اور اس کے صفحے تک یاد ہوتے تھے۔ بعض لوگوں نے مجھے خطوط میں ان کی بعض ذاتی خوبیاں بھی لکھی ہیں۔ ان کے بارہ میں کچھ معلومات مَیں نے ان کے بیٹے کے ذریعہ سے بھی لی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا وہ تاریخ احمدیت کا بھی ایک باب تھے۔

سب کچھ تو یہاں بیان نہیں ہو سکتا۔ چند باتیں مَیں ان کے بارے میں بیان کروں گا۔ بہت ہی بے نفس اور اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ دین کی خاطر صرف کرنے والے بزرگ تھے۔ واقف زندگی تھے۔ خلافت سے انتہا کا تعلق تھا۔ بہت بزرگ اور دعا گو تھے۔ مجھے کسی نے لکھا کہ جب بھی کسی نے ان کو دعا کے لئے کہا تو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے دعا کے لئے نہ کہو۔ دعا کے لئے لکھنا ہے تو خلیفۃ المسیح کو لکھو۔

عاجزی میں بے انتہا بڑھے ہوئے تھے، کوئی بھی نئی چیز جب مطالعہ میں آتی تھی تو مجھے بھی متعلقہ صفحات کی فوٹو کاپیاں کر کے بھیجا کرتے تھے۔ ایک ایسے عالم تھے جو یقیناً ایک عالم باعمل کہلانے کے حقدار تھے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بے نفس کارکن۔ ایک ایسے سلطان نصیر کے جانے سے طبعاً فکر بھی پیدا ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خلافت کو سلطان نصیر عطا فرماتا چلا جائے گا۔

ایک لکھنے والے ہمارے مبشر ایاز صاحب ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ ان کے ساتھ جب میٹنگز اٹینڈ (Attend) کرتے تھے ان کا وجود ایک عجیب عشق میں ڈوبا ہوا وجود لگتا تھا کہ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ شمال کی جانب رہتی ہے اسی طرح ان کی سوچ کا محور بھی ہمیشہ خلافت کی طرف رہتا تھا۔ بڑے بڑے حوالوں اور فتاویٰ کو پرِ کاہ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب خلیفۃ المسیح نے یہ کہہ دیا تو فلاں کے حوالے کی اور فلاں کے قول کی کیا اہمیت ہے۔

پھر ایک مربی صاحب نے مجھے لکھا کہ سعودی عرب کے امیر صاحب آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے وہاں کی تاریخ احمدیت مرتب کرنی ہے۔ مولانا دوست محمد شاہد کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے دفتر میں گئے تو انہوں نے آدھے گھنٹے میں سارے حوالے وغیرہ دے کے پوری تاریخ بیان کر دی اور فوٹو

کاپیاں بھی کروا کر ان کو دے دیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ بہت بلا کا حافظہ اور حوالوں کے بادشاہ تھے۔ جماعتی اموال کا بھی بڑا درد تھا ان کو۔ ایک صاحب نے لکھا کہ مَیں کسی حوالے کے لئے ان کے دفتر میں گیا۔ تو انہوں نے مجھے بتایا اور حوالہ میرے سامنے کر دیا تو مَیں نے ان کی میز سے قلم اٹھا کر لکھنا شروع کیا۔ پہلے قلم لیا، پھر کاغذ لیا تو انہوں نے قلم اور کاغذ دونوں مجھ سے لے لئے کہ تم یہاں ذاتی استعمال کے لئے حوالہ لینے آئے ہو، اپنا قلم استعمال کرو اور اپنی نوٹ بک استعمال کرو۔

پھر محمود ملک صاحب نے مجھے یہ لکھا کہ ان کے والد عبدالجلیل عشرت صاحب کے یہ دوست تھے۔ ایک دفعہ یہ لاہور کے دورہ پہ گئے تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ میں آ نہیں سکتا تو یہاں آ جائیں تو دوستی کی وجہ سے ذاتی تعلق کی وجہ سے چلے گئے، وہ رکشے پہ ان کو لے کے گئے۔ مولوی صاحب نے رکشہ کا کرایہ ادا کرنے کی کوشش کی۔ خیر انہوں نے اس وقت تو دے دیا۔ اگلے دن وہاں مسجد دارالذکر میں جانا تھا تو انہوں نے کہا کہ جا کے ٹیکسی لے کے آؤ اور ٹیکسی کا کرایہ بھی مَیں ادا کروں گا، کیونکہ مجھے مرکز ٹیکسی کا کرایہ دیتا ہے اور مرکز چاہتا ہے کہ ہمارے علماء کی عزت رہے۔ اس لئے مَیں رکشے پہ نہیں بیٹھوں گا اور ٹیکسی پہ جاؤں گا۔ تو یہ صرف اطاعت نہیں تھی۔ اس سے بہت سے سبق ملتے ہیں کہ جو جس چیز کا اینٹائٹلمینٹ (entitlement) ہے، جس چیز کا مرکز نے کہا ہے کہ آپ نے استعمال کرنا ہے، اس کو استعمال بھی کرنا تا کہ کسی بھی قسم کی اطاعت سے باہر نہ نکل سکیں۔ اور دوسرے علماء کا جو وقار ہے اس کا بھی احساس رہنا۔

آپ کی وفات جیسا کہ مَیں نے بتایا دو دن پہلے 26/اگست کو ہوئی ہے۔ آپ 1935ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے تھے اور 1944ء میں جامعہ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ 1946ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل پاس کیا اور تیسری پوزیشن لی۔ آپ کا جماعتی خدمات کا عرصہ 63 سال پر محیط ہے۔ 1952ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر الفضل میں ''شذرات'' کے نام سے لکھنا شروع کیا۔ بڑا لمبا عرصہ یہ چلتا رہا۔ 1953ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تاریخ احمدیت مدوّن اور مرتب کرنے کے لئے فرمایا۔ اس کی 20 جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور باقی بھی 2004ء تک مکمل ہیں اور اس کے بعد نوٹس بنا کے چھوڑ گئے ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا ہے ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب۔ فضل عمر ہسپتال میں ہیں اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

ان کے خاندان میں احمدیت اس طرح آئی کہ ان کے ایک عزیز حضرت میاں محمد مراد صاحب حافظ آبادی تھے۔ بڑے نیک بزرگ تھے، وہ احمدی ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب کے دادا کو جب پتہ لگا تو انہوں نے ان پر بڑا ظلم کیا اور اتنا مارا کہ بعض دفعہ تو بہت زیادہ۔ شدید زخمی کر دیا کرتے تھے۔ تو میاں مراد صاحب نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے تین عقلمند بیٹے ضرور احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کے پڑدادا جو تھے اس پر اور بھی مشتعل ہو گئے اور زیادہ سخت سزائیں دیں۔

اس بارہ میں مولوی صاحب نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جابہ نخلہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے آباد کی تھی، گرمیوں کے لئے آپ ان دنوں میں وہاں تفسیر صغیر کی تالیف فرما رہے تھے۔ مولوی صاحب بھی ان دنوں میں وہاں گئے لیکن وہاں جانے سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے دادا کے پاس خانقاہ ڈوگراں کے قریب گاؤں میں گیا۔ ان کی زندگی کے آخری دن تھے۔ تو وہ کہنے لگے اپنے خلیفہ صاحب کو میرا ایک پیغام دے دینا کہ میرے چھ بیٹے ہیں، جن میں سے تین بچے جن میں سے ایک حافظ قرآن ہے اور دوسرے دو بہت عقلمند اور صاحب علم ہیں تمہارے خلیفہ صاحب نے مجھ سے چھین لئے ہیں اور باقی جو تین اَن پڑھ یا معذور ہیں میرے حوالے کر دیئے ہیں۔ اگر انہوں نے گنتی پوری کرنی ہے تو جو یہ تین معذور ہیں یہ لے لیں اور جو پڑھے لکھے ہیں وہ مجھے واپس کر دیں۔ تو کہتے ہیں جب مَیں جابہ نخلہ گیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ مَیں نے یہ بات عرض کر دی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب یہ پیغام سنا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اپنے دادا کو میرا پیغام پہنچا دیں کہ مجھے بیٹوں کا تبادلہ بڑی خوشی سے منظور ہے۔ آپ اپنے غیر احمدی بیٹے جو ہیں میرے حوالے کر دیں اور جو آپ کے احمدی بیٹے ہیں ان کو میری طرف سے اجازت ہے اگر وہ احمدیت چھوڑ کے آپ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں تو چلے جائیں۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے دادا کو آ کے یہ پیغام دیا۔ تو کہتے ہیں آپ کے خلیفہ صاحب بڑے ہوشیار ہیں ان کو پتہ ہے کہ انہوں نے مرزائیت نہیں چھوڑنی اور اس پر بڑے روئے اور چلّائے بھی۔ حضرت مولوی صاحب کی والدہ بھی 1949ء میں ایک رؤیا کی بنا پر احمدیت میں شامل ہوئی تھیں۔

1951ء میں جامعۃ المبشرین کی پہلی کامیاب ہونے والی شاہد کلاس میں آپ شامل تھے اور اس کی الوداعی پارٹی میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی شرکت فرمائی اور جو جوابی ایڈریس حضرت مولوی صاحب نے پیش کیا اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے جامعۃ المبشرین سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد جماعت اسلامی پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا۔ اس کا عنوان بھی خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجویز فرمایا تھا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہنمائی میں ہی آپ نے یہ مضمون لکھا اور حضرت امیر مینائی کے جانشین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نے مختلف وقتوں میں ان کی راہنمائی بھی فرمائی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1953ء میں آپ کے سپرد تاریخ احمدیت کی تدوین کا کام کیا تھا جس کی 20 جلدیں مکمل ہو چکی ہیں اور خلافت خامسہ کی تاریخ کا کام بھی جاری ہے۔ 40 سے زائد آپ کی تالیفات ہیں جو مختلف موضوعات پر چھپ چکی ہیں اور بعضوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

بڑی ہی علمی ادبی شخصیت تھے اور روایتی رکھ رکھاؤ والے آدمی تھے۔ اور تحریر و تقریر میں ایک خاص ملکہ تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز بھی خوب دی تھی۔ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں جو نمائندہ وفد اسمبلی میں گیا تھا وہاں اس وفد میں حضرت مولوی صاحب بھی شامل تھے۔ آپ اس وفد کے آخری رکن تھے جن کی وفات ہوئی ہے۔ وہاں بھی معلومات اور حوالوں کی فراہمی کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی اور آپ جب بھی حوالے نکال کر دیتے تھے تو ممبران اسمبلی بڑے حیرت زدہ ہو جایا کرتے تھے۔ بلکہ وہاں اس دوران میں ایک دفعہ ایک ممبر اسمبلی نے بڑی حیرانی کا اظہار بھی کیا کہ ہمارے علماء کو حوالے نکالنے کی ضرورت پڑتی ہے تو کئی کئی دن لگ جاتے ہیں اور مصیبت پڑ جاتی ہے۔ ان مرزائیوں کا یہ چھوٹا سا مولوی ہے، یہ پتہ نہیں پندرہ منٹ میں حوالے نکال کے لے آتا ہے۔

جلسوں میں بھی آپ کو بڑا لمبا عرصہ تقریر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ 1957ء کے جلسہ میں آپ نے شبینہ اجلاس میں پہلی بار تقریر کی اور 1958ء میں آپ کی یہ تقریر شائع ہوئی اور اس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا پسند فرمایا کہ شوریٰ میں خاص طور پر اس کا ذکر فرمایا۔ ریسرچ سیل میں بھی کام کیا۔ قاضی کے طور پر بھی کام کیا اور وفات تک آپ مجلس شوریٰ پاکستان کے ممبر رہے اور آپ کو بحیثیت نمائندہ خصوصی اور اعزازی ممبر جو خلیفۃ المسیح کی طرف سے منتخب ہوتا ہے شرکت کا موقع ملا۔

1992ء۔ 1993ء میں کیمبرج کے مشہور بین الاقوامی ادارہ انٹرنیشنل بائیوگرافیکل سنٹر نے آپ کو مین آف دی ائر (Man of the Year) کا اعزاز بھی دیا تھا اور یہ جو اعزاز ہے ایسی خاص علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں کامیابیوں اور قیادت کا عالمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ 1994ء میں بھارت کے صوبہ تامل ناڈو کے شہر کوئمبے ٹور (Coimbatore) میں جماعت احمدیہ اور جماعت اہل قرآن و حدیث کے مابین ایک مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ وہاں کے ایک ہوٹل کے وسیع ہال میں ہوا تھا۔ 9 روز تک جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہنے پر آپ وہاں گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی آپ کو فتح سے نوازا اور آپ نے جماعت احمدیہ کی خوب نمائندگی کی۔ اور اس دوران جب آپ وہاں تھے آپ کی ایک بیٹی کی شادی بھی ہوئی جس میں آپ شامل نہیں ہوئے بلکہ دو بیٹیوں کی شادیاں اس صورت میں ہوئیں کہ آپ دَوروں پر ہوتے تھے اور اس دن پہنچتے تھے جس دن شادی تھی۔ اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ میرے ذاتی کام کیا ہیں۔

1982ء میں آپ کو اسیر راہ مولیٰ بننے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ چند روز آپ ربوہ کی حوالات میں رہے۔ اپریل 1988ء میں دوبارہ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں آپ کو قید کر کے رکھا گیا۔ پھر 1990ء میں جج نے آپ کی ضمانت منسوخ کر دی اور دو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو سزا دی گئی۔ بہرحال کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ ضمانت پر رہا ہو گئے۔ جیل میں بھی آپ نے درس قرآن اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

مولوی صاحب اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جب مَیں نے دو ہفتہ کے لئے اپنا بستر رات کو اپنے معمول کے مطابق دفتر میں ہی بچھا رکھا تھا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے فون کے لئے منتظر بیٹھا تھا تو اتنے میں ثاقب زیروی صاحب جو لاہور کے ایڈیٹر تھے وہ آئے۔ انہوں نے کہا مَیں ابھی حضور سے مل کے آ رہا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فرمایا کہ ابھی فون کر کے فلاں فلاں جو حوالہ ہے وہ مولوی صاحب سے کہو بھجوا دیں۔ تو ثاقب صاحب کہتے ہیں مَیں نے عرض کیا کہ ابھی رات ہو گئی ہے، اب کہاں مولوی صاحب ملیں گے۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اپنے دفتر شعبہ تاریخ میں اس وقت بیٹھے ہوں گے۔ ثاقب صاحب نے کہا کہ مَیں صرف چیک کرنے آیا ہوں کہ واقعی آپ دفتر میں ہیں کہ نہیں۔ تو دن رات آپ کا یہ کام تھا کہ خدمت دین میں مصروف رہیں۔

خلیفۂ وقت کی طرف سے جب بھی کوئی کام آ جاتا خواہ رات کے دو بجے ہوتے، اسی وقت اٹھ کر کام شروع کر دیتے اور کام مکمل ہونے تک پھر اور کوئی کام نہیں کرتے تھے اور نہ آرام کرتے تھے، بلکہ کہا کرتے تھے کہ مَیں کوئی اور کام کرنا جائز ہی نہیں سمجھتا۔ ڈاکٹر مبشر صاحب نے بتایا کہ وفات سے چند روز پہلے انہوں نے کہا کہ مجھے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی آواز آئی ہے کہہ رہے ہیں۔ السلام علیکم۔ بہرحال

واپسی کے اشارے ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر سلطان مبشر نے ہی یہ لکھا ہے کہ کوئی بھی پریشانی ہوتی تو سب سے پہلے کہتے کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھو۔ پھر صدقہ دو اور پھر درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھو۔ اور آپ کا عربی فارسی، انگلش کا مطالعہ بڑا وسیع تھا اور نہ صرف مطالعہ کرتے تھے بلکہ پڑھتے وقت جلد پر پوائنٹس اور نشان بھی لگاتے تھے اور پھر اس کے باہر پوائنٹس نوٹ کرتے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ کتابیں ہمیشہ خود خریدو اور پڑھو تو انہوں نے ہمیشہ اس کو اپنے پلے باندھا۔ ان کی گھر میں اپنی لائبریری تھی جس میں آٹھ ہزار کے قریب کتابیں تھیں۔ جب بھی کبھی ربوہ سے باہر جاتے تھے، خلیفۃ المسیح کے ہوتے ہوئے تو خیر اجازت لینی ہوتی ہے، بعد میں امیر مقامی کی اجازت کے بغیر باہر نہیں نکلتے تھے اور جب جماعتی کاموں کے لئے جاتے تھے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر ہی اپنے عزیزوں کو نہیں ملتے تھے۔ ان کی بیٹیاں لاہور میں رہتی تھیں۔ کبھی لاہور دورے پہ گئے ہیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بیٹیوں کو ملیں بلکہ بعض دفعہ بیٹیوں کو ان کے واپس پہنچنے پر پتہ چلا کرتا تھا اور اگر کبھی ملنا پڑ جائے تو امیر صاحب کی اجازت سے ان کو ملنے جایا کرتے تھے۔ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ مَیں خلیفہ وقت کا سپاہی ہوں اور سپاہی اپنا مورچہ نہیں چھوڑتا۔ جمعہ کے دن بھی انہوں نے کبھی چھٹی نہیں کی۔ ربوہ میں جمعہ کو دفتروں میں رخصت ہوتی ہے، آپ ہمیشہ کام کیا کرتے تھے، چھٹی کا تصور ہی کوئی نہیں تھا۔

بڑا سادہ لباس ہوتا تھا لیکن صاف ستھرا اور نظافت تھی، روزانہ نہانا، خوشبو لگانا۔ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جماعت کے نمائندے کو جماعت کے وقار کا پاس رکھنا چاہئے اور ظاہری حلیہ بھی ٹھیک رکھنا چاہئے۔ اور وقف زندگی کر کے بہت مشکل حالات بھی آئے، کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ کہیں اشارۃً کنایۃً اپنی غربت کا، اپنی ضرورت کا اظہار کیا۔ بلکہ ڈاکٹر سلطان مبشر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میری والدہ نے ذکر کیا کہ فلاں عالم جو ہیں ان کو مخیّر دوست کی طرف سے وظیفہ ملتا ہے۔ آپ بھی اگر کوشش کریں تو یہ ہوسکتا ہے۔ حالات بہتر ہوسکتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں یہ بے شرمی نہیں کرسکتا اور آپ کا یہ کہنا تھا کہ مَیں جائز نہیں سمجھتا کہ خدا کے علاوہ کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلاؤں۔ ایک دفعہ چند مربیان آپ کے پاس آئے کہ اس کاغذ پر دستخط کر دیں جس پر لکھا ہوا تھا کہ تحریک جدید کے مبلغین کو زیادہ الاؤنس ملتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کے مبلغین کو، کارکنان کو کم تو اس پر نظر ثانی ہونی چاہئے۔ تو آپ نے کہا کہ مَیں تو اس پر دستخط نہیں کروں گا کیونکہ مَیں تو ایک واقف زندگی ہوں، جو جماعت مجھے دے گی وہ بصد شکر یہ قبول کروں گا اور یہ بھی جماعت کا شکر ہے کہ ہم سے لینے کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ کچھ نہ کچھ دے دیتی ہے۔ کبھی خلفاء کو بھی ذاتی ضرورت کے لئے نہیں لکھتے تھے، کبھی حرف شکایت منہ پر نہیں لائے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو ضرورت پڑی۔ آپ نے کہا مولوی صاحب کو بلوا کے لاؤ۔ تو ہر جگہ تلاش کر لیا۔ لائبریری میں، دفتر میں بھی، گھر میں بھی، کہیں بھی نہیں ملے۔ عصر کی نماز پہ جب آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پوچھا کہ تلاش کر رہا ہوں کہاں تھے؟ انہوں نے کہا مَیں لائبریری میں تھا، مسئلہ یہ ہے کہ لائبریری کا کارکن باہر سے تالہ لگا کے چلا گیا تھا اور مجھے اندر جانا تھا۔ بجائے اس کے کہ مَیں وقت ضائع کرتا مَیں دیوار پھلانگ کے اندر چلا گیا اور اندر بیٹھا کام کر رہا تھا۔ تو یہاں بھی اپنا فرض ادا کیا اور بڑے طریقہ سے کارکن کی غلطی کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جیل میں بھی رہے ہیں اور جیل میں مشقت لی جاتی تھی۔ لیکن جیل میں جب تک رہے کبھی اظہار نہیں کیا کہ مجھ سے مشقت لی جاتی ہے، مَیں بڑا پریشان ہوں۔ جب رہائی ہوئی، تب بتایا کہ مجھ سے وہاں مشقت لی جاتی رہی ہے۔ ہر کام خود کرنے کے عادی تھے، کتابوں کی جلدیں بھی خود کر لیا کرتے تھے اور گھر میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ لائبریری رکھی ہوئی تھی اس لائبریری کا مقصد بھی یہی تھا کہ رات کے وقت بھی جب بھی کہیں کسی وقت بھی خلیفۃ المسیح کی طرف سے کوئی کام آئے یا حوالے کی تلاش آئے تو فوری طور پر مَیں مہیا کر دوں اور لائبریری کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

شروع میں سائیکل بھی نہیں تھا۔ ہر جگہ پیدل ہی جایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے جب مَیں نے سنا تو مجھے خود یہ خیال آیا تھا۔ جب خدام الاحمدیہ کے اجتماع ہوا کرتے تھے تو ٹی آئی کالج دُور تھا اس کی گراؤنڈ میں گھوڑ دوڑ گراؤنڈ کہلاتی ہے وہاں تک یہ انجمن کے کوارٹروں سے پیدل چل کر جایا کرتے تھے۔ باوقار چال، پگڑی، کوٹ، ہاتھ میں سوٹی۔ حالانکہ اس وقت خدام الاحمدیہ میں تھے۔ شاید سائیکل نہیں لے سکتے ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت جماعت کے حالات ایسے نہیں تھے۔ مبلغین اور واقفین زندگی کے الاؤنس بھی بہت تھوڑے تھے۔ ان کے بیٹے نے مجھے لکھا کہ واقعی وہ سائیکل نہیں خرید سکتے تھے اس لئے سارے ربوہ میں جہاں بھی جانا ہوتا تھا پیدل ہی پھرا کرتے تھے۔ پھر 79-1978ء میں ان کو دفتر کی طرف سے سائیکل ملی۔

جب بھی خلفاء کی مجلس عرفان میں بیٹھتے تھے تو ہمیشہ گردن جھکا کے بیٹھا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بھی یہی عادت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھتے تھے۔

ان کے بیٹے نے لکھا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب بڑے خوش خوش گھر میں آئے ہم نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے انہوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ملاقات کے لئے گیا تھا تو تھوڑی دیر کے لئے کسی کام سے حضور اندر تشریف لے گئے۔ آپ کی جوتی باہر پڑی تھی تو مجھے اس کو اپنے رومال سے صاف کرنے کا موقع مل گیا۔ اس بات پہ بڑے خوش تھے۔ کسی دوست نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ جس کام کے لئے دنیا میں ادارے بنائے جاتے ہیں وہ اکیلے اس شخص نے کیا۔ 1982ء سے پہلے آپ کے پاس کوئی مستقل مربی بھی نہیں تھا اور اکیلے ہی آپ زیادہ تر تاریخ احمدیت کا کام یا حوالے نکالنے، تلاش کرنے، لکھنے، نوٹس بنانے وغیرہ کا کام کیا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب طریقہ سے ساری تاریخ لکھی۔ لوگ دنیا داری کے لئے تو بعض دفعہ ایسا کرتے ہیں کہ اپنا ویک اینڈ (Weekend) استعمال کر لیتے ہیں، چھٹی پہ بچوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ بچے کہتے ہیں کہ ہمیں مہینوں یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ کس وقت ہمارے والد گھر آئے اور کس وقت گھر سے چلے گئے۔ جب وہ صبح صبح اٹھ کے چلے جاتے تھے تب بھی ہم سوئے ہوتے تھے اور جب گھر واپس آتے تھے تب بھی ہم سوئے ہوتے تھے۔

یہ واقفین زندگی اور مبلغین کے لئے بھی ایک تاریخی نصیحت بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ 1965ء میں خلافت ثالثہ کے تاریخ ساز عہد کا پہلا جمعہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ جمعہ کو چھٹی تو ہوتی ہے لیکن مَیں نے تمہیں تکلیف دی ہے تو مَیں نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ جب مَیں نے (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کہتے ہیں کہ) وقف زندگی کا فارم پُر کیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ آج تم نے میرے دل کی پوشیدہ خواہش کو پورا کر دیا ہے۔ مَیں چاہتا تھا کہ تم میری تحریک کے بغیر خود ہی تحریک جدید کے روحانی مجاہدوں میں شامل ہو جاؤ۔ آج میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں مگر یاد رکھو اب تم نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے اب مرنے سے پہلے تمہارے لئے کوئی چھٹی نہیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں مَیں نے یہ عرض کی کہ حضور مَیں بھی یہ عہد کرتا ہوں کہ ایک واقف زندگی کی حیثیت سے ہمیشہ دن رات خدمت دین میں مشغول رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے آخری وقت تک اس عہد کو نبھایا ہے۔

جب ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں تو بڑے شدید بیمار تھے اور جب بھی ذرا کمزوری دُور ہوئی تو جب تک ان کو ہوش رہی ہے (آخری دو چار دن تو بیہوشی کی ہی کیفیت تھی) تو بے چین ہو کر کہا کرتے تھے کہ مجھے ہسپتال سے جلدی فارغ کرو۔ مَیں نے دفتر جانا ہے کیونکہ مجھے خلیفۃ المسیح نے بعض کام سپرد کئے ہوئے ہیں جو مَیں نے فوری انجام دینے ہیں۔ تو انہوں نے آخر دم تک اس عہد کو نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا جائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے جو بیٹے ڈاکٹر سلطان مبشر ہیں وہ بھی واقف زندگی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی حقیقی رنگ میں وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مَیں جمعہ کے بعد ان کا جنازہ غائب ادا کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی دو اور جنازے بھی ہیں۔ ایک تو مولوی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں جو سات سال آپ سے چھوٹے تھے۔ ان کی وفات مولوی صاحب کے ایک گھنٹے بعد ہوئی ہے اور وہ موصی تھے۔ اُن کی اولاد تو کوئی نہیں تھی۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے ہیں۔ ان کو مالی قربانیوں کا موقع ملا اور بڑے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی۔ انہوں نے وفات سے پہلے مریم فنڈ کے لئے دو لاکھ روپے دینے کی وصیت کی۔ اپنے خاندان میں بھی دو یا تین بچوں کی شادی اور بیوہ کے لئے دو لاکھ روپے دیئے۔ اس لحاظ سے یہ بھی نیکیوں پہ چلنے والے اور قربانیاں کرنے والے تھے۔ مولوی صاحب کے بھائی کا نام محمد اسلم صاحب ہے۔

اسی طرح ایک اور جنازہ ہے۔ نسیم بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب چک 46 شمالی سرگودھا۔ یہ 17ر اگست کو وفات پا گئی ہیں۔ ہمارے مبلغ سلسلہ محمد عارف بشیر صاحب کی والدہ تھیں جو آج کل تنزانیہ میں ہیں۔ یہ میدان عمل میں تھے اپنی والدہ کے جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب میں جامعہ میں داخل ہوا ہوں تو میری والدہ نے پنجابی میں نصیحت کی تھی (جس کا اُردو میں یہ بنتا ہے) کہ بیٹا اب پڑھ کے آنا اور دین کی خدمت کرنا۔ آپ موصیہ بھی تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اپنی اولادوں کے بارے میں جو نیک خواہشات تھیں وہ بھی پوری فرمائے۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

چینی ترجمہ قرآن کریم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر 1986ء میں مکرم محمد عثمان چو صاحب نے چینی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام شروع کیا۔اور اسی سال جون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو پاکستان سے برطانیہ بلالیا۔چار سال کی محنت کے بعد اور حضور انور کی مسلسل نگرانی اور ارشادات کی روشنی میں یہ ترجمہ مکرم محمد عثمان چو چنگ شی (Mohammad Osman Chou Chung Sai) نے تیار کیا۔اس کے لئے حضور رحمہ اللہ کی اجازت سے ترجمہ میں زیادہ تر تفسیر صغیر کے ترجمہ سے استفادہ کیا گیا۔اس کے علاوہ حضرت ملک غلام فرید صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی تراجم سے بھی فائدہ اٹھایا۔چینی ترجمہ کے ساتھ جو فٹ نوٹس دئے گئے ہیں وہ زیادہ تر حضرت ملک غلام فرید صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن (Short Commentary) سے لئے گئے اور ان کا ترجمہ چین کے ایک پروفیسر Zhu Jin AN نے کیا ہے۔ترجمہ کے دوران مشکل مقامات کو سمجھنے کے لئے نیز تشریحی نوٹس میں اضافہ یا ترامیم کے لئے حضور رحمہ اللہ سے ہدایات لی جاتی رہیں۔حضور کی اصولی ہدایت یہ تھی کہ کسی ترجمہ کو حرف آخر تو نہیں کہا جاسکتا لیکن جتنا بھی معیار اچھا کیا جاسکے اس کی بہرحال کوشش کی جانی چاہئے۔

ترجمہ اور طباعت تک کے مراحل میں بہت سے احباب نے مدد کی جن میں مکرم رشید احمد ارشد صاحب (مبلغ سلسلہ)، Mr.Li Fa Chen، مکرم خیر الدین صاحب مبلغ سلسلہ، Mr Wang Ye Xiang، Miss Lin Qiao Zho، Mr.Lin Jinda، Mr Abdul Azim Bulia، مکرم عین الیقین صاحب (مبلغ سلسلہ)، مکرم عبدالباسط صاحب (مبلغ سلسلہ)، مکرم قمر الدین صاحب، مکرم ہدایت اللہ صاحب (مبلغ سلسلہ) کے علاوہ مسز ممتاز اہلیہ محمد عثمان صاحب، Xuzhen Fang اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں۔

مکرم محمد عثمان چو صاحب لکھتے ہیں:

''چینی ترجمہ قرآن کا کام کافی وقت چاہتا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے ہدایت تھی کہ اسے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے موقع پر شائع ہونا چاہئے۔بہت فکر تھی کہ یہ کام وقت پر مکمل ہوسکے۔ایسے مناسب آدمیوں کی تلاش تھی جو چینی زبان کا معیار بہتر کرنے اور نظر ثانی کے کام میں مدد دے سکیں۔پاکستان اور یوکے میں رہ کر ایسے آدمی کا مل جانا بہت مشکل تھا۔اگر کوئی ملا بھی تو ایسا کہ مثلاً اگر چینی زبان پر عبور تھا تو اسلامیات سے ناواقف اور اگر اسلامیات سے واقفیت رکھنے والا ملا تو چینی زبان معیاری نہ تھی۔اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ کی بھی ضرورت تھی۔جب ترجمہ مکمل ہوگیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر چین اور سنگاپور جاکر چینی زبان کے ماہرین سے بھی مشورہ کرکے ترجمہ کو بہتر بنایا گیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترجمہ اور طباعت کے کام میں مختلف مراحل پر تعاون کرنے والے لوگ میسر آتے رہے حتی کہ بعض غیر مسلم بھی بغیر معاوضہ کے مدد کرتے رہے۔یہ سب انتظامات اللہ کے فضل سے ہی ممکن ہوسکے۔

گو ترجمہ صد سالہ جوبلی کے سال مکمل ہوگیا تھا لیکن طباعت فروری 1990ء میں مکمل ہوئی۔طباعت کا کام سنگاپور میں ہوا اور "Best Printing Company" سنگاپور نے اس کی پرنٹنگ کی۔اس وقت تک اس کا ایک ایڈیشن ہی شائع ہوا ہے۔جس کا سائز 153x215mm ہے اور صفحات کی تعداد 1528 ہے۔

چینی ترجمہ قرآن کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے جملہ اخراجات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی طرف سے فرمائے۔

اگرچہ چینی زبان میں اس سے قبل بھی بعض تراجم قرآن موجود تھے اور بعد میں بھی تراجم ہوئے جن کی تعداد اس سے زیادہ ہے لیکن احمدیہ جماعت کے اس ترجمہ کی اپنی منفرد خصوصیات ہیں جو کسی اور ترجمہ میں نہیں۔یہ ترجمہ جماعتی علم کلام کا بھی ایک شاہکار ہے۔اس کی اشاعت پر چین اور دوسرے ممالک کے اہل زبان کی طرف سے بے شمار تبصرے موصول ہوئے۔جن میں اس ترجمے کو بہترین قرار دیتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

چینی مسلمانوں میں جماعت کا ترجمہ بہت مقبول ہے اور اس کی بہت demand ہے۔چین میں چونکہ مذہبی کتب بھجوانا مشکل ہے اس لئے لوگوں کے مطالبے کو دیکھ کر پیسے کمانے کی خاطر چند سال قبل چین کے کسی مسلمان نشریاتی ادارے نے ہماری جماعت کا ترجمہ قرآن جماعت کی اجازت کے بغیر ہی شائع کردیا اور اسے اپنے پاس فروخت کے لئے موجود کتب کی لسٹ میں درج کرکے اس کی سامنے اس کی ایک قیمت مقرر کرکے لکھ دی اور یہ قیمت لسٹ میں موجود کتب کے مقابل پر سب سے زیادہ ہے۔

ہماری جماعت کے چینی ترجمہ قرآن کو کئی لحاظ سے لوگ منفرد ترجمہ تصور کرتے ہیں۔بالخصوص ترجمہ کی زبان اور روانی، حاشیہ جات اور کراس ریفرنسز۔سورتوں کا تعارف۔

عمومی طور پر لوگوں کا تاثر یہی ہے کہ ترجمہ کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔اعتراض والی بات یہی سامنے آئی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جماعت کے ترجمہ قرآن میں احمدیت کی تبلیغ کی گئی ہے۔

چین کے ایک پروفیسر Mr. Lin Song ہیں۔انہوں نے ایک کتاب (اس صدی کے چینی زبان میں تراجم قرآن) لکھی ہے جس میں ہمارے ترجمہ قرآن کا بھی ذکر ہے۔اس کتاب کے وہ حصے جن کا ہمارے ساتھ تعلق ہے ان صفحات کی تعداد تقریباً 15 ہے۔

اس سے پہلے بھی انہوں نے ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں انہوں نے ہماری تائید کی تھی۔اب اس نئی کتاب میں تائید اور تنقید دونوں پہلوؤں کا بیان ہے۔تائید والا حصہ تو برقرار ہے لیکن تنقید کے حصے کو نمایاں کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگوں نے ان کی موجودہ کتاب کے شائع ہونے سے پہلے انہیں یہ سمجھایا تھا کہ اگر وہ جماعت احمدیہ کے چینی ترجمہ کی تعریف شامل کریں گے تو لوگوں کی ان کی کتاب کے متعلق اچھی رائے نہیں ہوگی۔بلکہ یہاں تک کہا کہ وہ اپنی کتاب میں سے ہمارے ترجمہ قرآن کا ذکر نکال دیں لیکن انہوں نے صاف انکار کردیا۔تاہم اپنی پوزیشن safe کرنے کے لئے ایک طرف ہمارے ترجمہ کی تعریف کی تو ساتھ تنقید بھی کردی۔مثلاً لکھا کہ (جماعت احمدیہ کے) چینی ترجمہ قرآن میں احمدیت کے متعلق کئی باتیں بیان کی گئی ہیں.........اس لئے ضروری نہیں کہ ہم ان کو قبول کریں اور ہمارا حق ہے کہ ہم ان پر تبصرہ بھی کریں۔

تبصرے کا یہ انداز بھی احمدیت کی تحقیقات کے لئے نہایت مفید ہے۔

پروفیسر صاحب بڑی وضاحت کے ساتھ ہمارے قرآن کے ترجمہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں مثلاً:

(1) عام علماء جب ترجمہ کرتے ہیں تو بعض الفاظ کا ترجمہ نہیں کرتے بلکہ ترجمہ کی جگہ وہی عربی لفظ لکھ دیتے ہیں، ہاں حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہیں لیکن آخر تک یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ حصہ ان کے لئے مبہم ہے۔جبکہ عثمان صاحب کے ترجمہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایسے مقامات کا ترجمہ بھی کرتے ہیں اور جس بنیاد پر وہ ترجمہ کیا ہوتا ہے اس کے تائیدی حوالے حاشیے میں درج کردیتے ہیں۔

(2) بعض آیات کا ترجمہ عام علماء کے ترجمہ سے مختلف ہے لیکن یہ گہری تحقیقات اور فکر کے نتیجہ میں ہے جو مفید معلوم ہوتا ہے۔

(3) ہر باب کے شروع میں واضح، معین اور جامع طور پر سورتوں کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں footnote بہت تفصیلی اور باریک ہیں یہ اس ترجمہ کی نمایاں خصوصیت ہے جو قرآن کریم کے مبتدی قاری کے لیے یقیناً مفید ہے۔

انہوں نے اپنی کتاب میں ہمارے ساتھ اپنے رابطے کا بھی ذکر کیا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ بتایا جائے کہ یہ لوگ اچھے مسلمان ہیں۔خاص طور پر میرے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ یہ شخص عالم بھی ہے اور اسلام کی عملی تصویر بھی۔اپنی کتاب میں بعض تصاویر بھی دی ہیں مثلاً محمود دلون صاحب کی فیملی کے ساتھ کھانا کھانے کی ایک تصویر وغیرہ۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ (احمدیہ) ترجمہ قرآن کے متعلق میں نے تبصرہ لکھا تھا اس کے بعد کئی دفعہ عثمان صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔میرا تاثر یہ ہے کہ یہ ایک سیدھا سادھا، خاکسار، مخلص، کھرا اور اسلام کے احکام پر سنجیدگی سے عمل کرنے والا شخص ہے۔رمضان میں میں نے انہیں دعوت پر بلایا تھا۔عثمان صاحب روزہ رکھتے ہیں۔قرآن کریم کو شریعت کی اعلیٰ کتاب سمجھتے ہیں۔ان کے قرآن کریم کے متعلق تحقیق اور تراجم کو سب لوگ جانتے ہیں۔جہاں تک چند آیات کے مفاہیم کے سمجھنے یا اس کی تشریح اور اس کے بیان کا تعلق ہے اور اس میں ان کا دوسرے علماء سے فرق ہے تو یہ قدرتی بات ہے۔اگرچہ ان کے ترجمہ اور تفسیر کے بعض حصے ہمارے (چینی سُنی فرقہ کے لوگوں کے) نقطۂ نظر سے مطابقت نہیں رکھتے تاہم کیا اس بات سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ یہ شخص توحید کا قائل، حضور ﷺ سے محبت کرنے والا اور احکام الٰہی کی پابندی کرنے والا مسلمان ہے!؟ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے پر اس حد تک تنقید اور کج بحثی نہیں کرنی چاہئے کہ ہم یہ فتویٰ جاری کریں کہ فلاں نے قرآن کریم چھوڑ دیا ہے، مرتد ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ۔یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کون اپنے ایمان میں مخلص ہے اور کون اپنے ایمان میں مضبوط ہے۔

ان کے علاوہ بہت سے چینی لوگوں نے ہمارے ترجمہ قرآن کی تعریف کی ہے۔ایک شخص نے لکھا ہے کہ ان کے پاس دس سے زیادہ لوگوں کے تراجم ہیں لیکن IslamInternational Publications کا ترجمہ سب سے اعلیٰ ہے۔

آل چائنہ مسلم ایسوسی ایشن کے ترجمان رسالہ میں Mr. Gong Qing Zhi نے لکھا کہ احمدیہ ترجمہ قرآن ایسا شاندار کام ہے کہ یقیناً تاریخ میں اسے لکھا جائے گا اور اس سے اسلام کی روشنی پھیلے گی اور جماعت احمدیہ کی نیک شہرت میں مزید اضافہ ہوگا۔

Fu dan یونیورسٹی میں فلاسفی کے ایک غیر مسلم پروفیسر Li Zhen Zong نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کا قرآن کا ترجمہ بہت عمدہ ہے۔یہ ایسا عظیم الشان کام ہے جس سے چینی اور عرب کلچر کے باہم تبادلہ میں مدد ملے گی۔اس سے مشرق میں نہ صرف اسلام کا تعارف ہوا ہے بلکہ آپ کی اس عظیم الشان کامیابی پر میں فخر محسوس کرتا ہوں۔

چینی ڈیسک کے زیر اہتمام ایک کتاب بھی شائع ہوچکی ہے جس میں جماعت کے چینی ترجمہ قرآن کے متعلق لوگوں کی مثبت اور منفی آراء درج کی گئی ہیں۔ان میں علمی طبقہ، نیوز پیپرز، علماء، ائمہ مساجد، سکول کالجز والوں، چین اور چین سے باہر اسلامیات سیکھنے والوں کی اور عام مسلمانوں کی آراء شامل ہیں۔سبھی ترجمہ کی تعریف کرتے ہیں۔جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بے شک یہ لوگ احمدیت کو نہیں مانتے لیکن احمدیت کی تعلیم کو قبول کرتے ہیں''۔

✿✿✿✿✿✿

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر2

مکرمہ راشدہ چوہدری صاحبہ،مکرمہ منزہ سلیم صاحبہ، مکرمہ بشریٰ احمد صاحبہ،مکرمہ انجم آراء صاحبہ،مکرمہ طاہرہ الیاس منیر صاحبہ،مکرمہ محمودہ احمد صاحبہ،مکرمہ نبیلہ نعیم صاحبہ،مکرمہ سارہ خرم صاحبہ،مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ اور مکرمہ عظمیٰ یعقوب صاحبہ۔

حضور انور کے مستورات سے خطاب کا خلاصہ

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (النساء: 125) کی تلاوت فرماتے ہوئے مسلمان عورت کے تقدس اور اس کے مقام کے بارے میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔فرمایا کہ مسلمان عورت کس قدر خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرمادیا ہے۔یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس نے واضح کر دیا ہے کہ صرف مرد ہی مومن نہیں کہلاتے بلکہ عورت بھی مومن ہے۔اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور جب کوئی عورت نیک عمل کرے گی تو اس کو بھی اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ مرد کو۔لیکن اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عورت کو وہ مقام نہیں دیا جاتا جو مرد کا ہے۔ گویا کہ عورت دوسرے درجے پر ہے۔اسلام کی رو سے تو جہاں دنیوی تعلیم میں عورت و مرد کا حق برابر ہے وہاں روزمرہ کے حقوق میں بھی عورت کو اس کا پورا حق دیا گیا ہے۔خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ نیک اعمال بجالانے کا ثواب جتنا مرد کو ہے اتنا ہی عورت کو بھی ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ جب تک غلامی کی ممانعت کا حکم نہیں آیا تھا لونڈیاں رکھی جاتی تھیں،اس وقت آنحضرت ﷺ کے علم میں یہ بات آئی کہ کسی نے لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لونڈی کو فوراً آزاد کرو کیونکہ تم اپنے رویے کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کو لونڈی کے طور پر رکھ سکو۔

اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کو انسانیت کی بنیاد پر اس وقت حقوق دلائے جب ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ شریعت کامل ہونے کے بعد اس کے حقوق چھین لئے جاتے۔جب قرآن کریم واشگاف الفاظ میں لونڈیوں کے حقوق قائم کرتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ آزاد عورتوں کو حقوق نہ دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام نے بیویوں کے حقوق بھی قائم فرمائے ہیں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں تمہاری نہیں۔ایک دفعہ عورتوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مرد جہاد کرکے ہم سے زیادہ ثواب کما لیتے ہیں اور ہم گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں گھروں کی نگرانی کا فریضہ ادا کرکے جہاد جتنا ہی ثواب حاصل کرسکتی ہیں۔

حضور انور نے اسلام میں پردے کی حکمت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عورت کا تحفظ اور تقدس قائم کرنے کیلئے دیا ہے یہ قرآن کریم کے واضح احکامات میں سے ایک حکم ہے اور یہ ہمارے مذہبی عقائد میں سے ہے۔ایک عورت یا ایک لڑکی جس کی اٹھان ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا باعث برکت سمجھتی ہو اور اسے اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کرتی ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر اعتراض کرے یا اس پر پابندی لگائے۔

ایک واقفہ نو بچی کی مثال دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کی اس نے اخبار میں لکھا تھا کہ تم میری آزادی کا نام دے کر میری ہی مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔فرمایا یہاں پلنے بڑھنے والی لڑکیوں کو مَیں کہتا ہوں کہ یہ دیکھیں کہ مغربی اقوام جو بے پردگی کا شکار ہیں انہیں اپنے روشن دماغ ہونے کا بڑا زعم ہے انہیں اپنی بے پردگی سے سوائے وقتی آزادی اور عیاشی کے کیا ملا ہے۔ان کے اندر جا کر ان سے پوچھیں کہ کیا آپ کو اس طرح کی آزادی سے ذہنی سکون مل گیا ہے۔انہیں سکون حاصل نہیں ہے جبکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اَ لَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: آیت 29) کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر میں ہی دل کا اطمینان ہے۔ پس ان لوگوں کی باتوں سے کوئی احمدی نوجوان بچی خوفزدہ نہ ہو۔پس قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو انسانیت کیلئے راہ نجات ہے اور اس کی تعلیم مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے یکساں ہے۔اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو رحمٰن ہونے کی وجہ سے اپنی رحمانیت کے عجیب جلوے دکھاتا ہے۔ وہ اعلان فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور اس رحمت سے جس طرح مرد حصہ لے رہا ہے عورت بھی اسی طرح حصہ لے رہی ہے۔لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جزا سزا کا قانون بھی ہے جو ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔اس لئے انسان کو نیکی اور بدی کی تمیز کرنے اور اوامر اور نواہی کے بارے میں بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ یہ کرے اور یہ نہ کرے۔گناہ ثواب میں واضح فرق بتا دیا گیا ہے کہ بدی کرنے سے گناہ ملتا ہے اور نیکی کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان میں مضبوطی کا حکم دیا اور اس کے نتیجے میں اس کے فضلوں کا بھی ذکر ہے۔جو مردوں کیلئے انعامات ہیں وہ عورتوں کیلئے بھی ہیں۔ جو کام مرد کرسکتا ہے اور فطری کمزوری آڑے آجانے سے عورت نہیں کرسکتی اس کے بارہ میں عورت کو بتا دیا کہ یہ تم نہیں کرسکتی۔لیکن جو کام عورت کرسکتی ہے وہ مرد نہیں کرسکتے۔جو برداشت صبر اور حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں۔فرمایا کہ ایک تقسیم کار کی گئی ہے اگر مرد کو گھر کے باہر کے معاملہ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت گھر کی نگران ہے۔دنیا کا نظام بھی تقسیم کار کی وجہ سے چل رہا ہے اور جہاں تقسیم کار کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا وہاں فساد پیدا ہوجاتا ہے۔

دنیاوی نظام میں تو عورتوں سے مردوں جتنا کام لینے کے باوجود ان کو مردوں سے کم اجرت دی جاتی ہے اور یہ صورت حال صرف غریب ملکوں اور غیر ترقی یافتہ ملکوں ہی میں نہیں بلکہ یہی کچھ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ہے۔اس کے خلاف آوازیں بھی بلند ہوتی رہتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نظام میں تو نیکیوں اور اعمال صالحہ کا بدلہ عورتوں اور مردوں کیلئے برابر برابر ہے۔لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166) یعنی مومن تو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس لئے نہیں بجا لا رہیں کہ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، پردے اس لئے اُتر رہے ہیں کہ لوگ ہمیں گھورتے اور تنگ کرتے ہیں تو یہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور نہ ہی اس کی خشیت اور اس کا خوف ہے۔اگر بعض فیشن آپ اس لئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ پسند کرتا ہے۔اونچے یا تنگ کوٹ پہننے سے بے پردگی ہوتی ہے۔اگر اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی ہے اور مغربی سوچ کے زیر اثر یہ سب کچھ ہو رہا ہے پس اس بات کو غور سے سوچیں اور اپنی حالتوں کا جائزہ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کرکے ان اجروں سے محروم تو نہیں ہو رہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے۔

پس ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ کے انعامات کی وارث بنے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینے کیلئے ایمان میں ترقی کیلئے فرمانبرداری شرط ہے۔اور فرمانبرداری یہ ہے کہ اللہ کے حکموں پر کامل شرح صدر کے ساتھ عمل ہو۔ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے نہ کہ دنیا داری میں اپنے تقدس کو ضائع کرنا ہے بلکہ اپنے تقدس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے یہ سوچنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قُرب کیسے پاسکتی ہیں۔جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں کو آپ آزاد سمجھتی ہیں جو بظاہر بڑی خوش باش نظر آرہی ہیں ان کے اندر بے چینیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں۔کیونکہ یہ ظاہری خوشی نظر آرہی ہے۔سکون کی تلاش میں کوئی کسی نشے کا سہارا لے رہا ہے کوئی شراب کا سہارا لیتی ہے کوئی کلبوں میں ناچ گانے میں سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔کوئی مردوں سے دوستیوں میں اپنی عزت اور عصمت کی پرواہ نہیں کرتی لیکن پھر بھی ان کی بے چینیاں کم نہیں ہوتیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان بے چینیوں کو دور کرنے کیلئے اللہ کے ذکر اور اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے۔اور اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح معنوں میں فرمانبرداری کرو گے تو بامراد ہوگے اور فَائِزُوْن میں شمار ہوگے۔حضور انور نے فرمایا کہ سچائی حق بات کا اظہار اور لغویات سے پرہیز ہے اور لغویات کی تشریح حضور نے یہ بیان فرمائی کہ وہ لڑکیاں جو چھپ کر ایسے کام کرتی ہیں کہ اگر ان کے ماں باپ، یا نظام جماعت کو پتہ لگ جائے تو ناراضگی ہوگی اور پھر اس کو چھپانے کیلئے جھوٹ کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے،لغویات میں شامل ہیں۔

پھر حضور نے مومن عورت کیلئے عاجزی دکھانے کو بھی اہم قرار دیا اور فرمایا کہ عاجزی یہ ہے کہ مرضی کے خلاف بات ہو اور عزت پر حرف آتا ہو تو اسے برداشت کیا جائے اور علم ہوتے ہوئے بھی دوسرے کے کم علم پر تکبر کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنی دولت کا اظہار بھی فخریہ رنگ میں نہ کیا جائے۔

فرمایا کہ احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے وقف نو ہیں یا نہیں۔وقف نو بچے کو خاص طور پر جماعت کی خدمت کیلئے تیار کرنا ہی ہے اور ان کے ذہن میں ڈالنا ہی ہے کہ تم نے جماعت کا خادم بننا ہے۔لیکن غیر واقف نو بچہ بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح وقف نو۔چونکہ جماعت کی ترقی پوری جماعت کی ترقی سے وابستہ ہے۔بعض دفعہ وہ لوگ جو وقف نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقف سے زیادہ خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔تبلیغی میدان میں ان کی کوشش اور نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں اور علمی میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ان امانتوں کی حفاظت اور ان کی بہترین تربیت کرنا یہ بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین تحفہ جو والدین اپنے بچے کیلئے دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے۔

حضور انور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ انٹرنیٹ اور ٹی وی کے غلط استعمال سے آزادی کے نام پر بچوں کی ضد دیکھتے ہوئے اندھے کنویں میں جان بوجھ کر نہ ڈالیں۔انہیں آگ میں جان بوجھ کر نہ دھکیلیں بلکہ انکی مسلسل نگرانی کریں۔

بچوں کو پوری صحت وتلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کی تحریک

حضور نے فرمایا کہ مَیں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی ممالک کی مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کرکے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے غیر از جماعت قاریوں کے پاس بھجوادیتی ہیں۔کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ان قاریوں نے قرآن تو کم پڑھایا اور جماعت کے متعلق غلط باتیں ان کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی اب جبکہ جماعت کی ویب سائٹ alislam اور MTA پر قرآن کریم کو صحت و تلفظ کے ساتھ پڑھانے کے پروگرام آتے ہیں ان کو ریکارڈ کرکے اپنے بچوں کو خود سکھائیں اور ایم ٹی اے والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کرکے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تاکہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔پہلی تو آپ کی ذمہ داری ہے،ماؤں کی کہ خود سکھائیں،سیکھیں بھی اور سکھائیں بھی۔قرآن کریم پڑھانے والیوں کی سندات تو آج آپ نے وصول کرلیں تو ان سے اب آگے اور پڑھانے والیاں بھی پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں۔بلکہ ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت وتلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو۔گھر کی نگرانی عورت کے سپرد کی گئی ہے۔متقیوں کا امام بننا صرف مردوں کیلئے نہیں بلکہ عورتوں کیلئے بھی ہے اور اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کی دعا عورت کیلئے بھی ہے۔جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور بچے اس کے زیرنگیں ہوجاتے ہیں۔

پس اس امانت کا حق ادا کرنا بھی ہر احمدی ماں کا فرض ہے اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی اور نیک اعمال کی راہنمائی بھی کریں گی اور فکر کے ساتھ ان نیکیوں کے قائم رہنے کیلئے دعائیں بھی کریں گی۔یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے بچوں کے نیک ہونے کیلئے تو دعائیں کریں اور خود اپنی طرف توجہ نہ دیں۔ اسلام نے عورت کو ایک ایسا بلند مقام بھی عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔اور وہ ہے آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔جنت کی جو کنجی یا چابی آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ آپ کو احساس دلاتی ہے کہ اس کا استعمال کرکے اپنے لئے

بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کیلئے بھی۔ یہ جنت کی چابی آپ کو اسلئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس چابی کے ساتھ آپ کو ایک کوڈ نمبر بھی دیا گیا ہے ہر ماں جنت کی چابی نہیں ہے بلکہ وہی ماں جنت تک پہنچانے والی ہے جو اس کوڈ کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمال صالحہ اور تقویٰ۔ جب اس کا عکس اس تالے پر پڑے گا تو ایسی ماؤں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے

پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتادے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں۔ اسلام تو ہمیں نیک عمل کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مردوں کے برابر بلکہ اولاد کی نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی جنت کی ضمانت بھی دیتا ہے۔ اور ہمارے مرنے کے بعد وہ نیک عمل جو ہماری نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کرتی ہے جہاں وہ اسکا ثواب حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کے دنیا سے رخصت کے بعد ماؤں کا درجہ بلند کرنے کا موجب بھی بن رہی ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز حاصل کرنے کیلئے ہر ماں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسکی توفیق دے۔

نوجوان بچوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے تقدس کا خیال رکھو۔ اس ملک میں آکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں فراہم کی ہیں انہیں اپنی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کیلئے استعمال کرو۔ انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کیلئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے استعمال کرو۔ اس سے غیر اور نامحرموں سے رابطے کرنے کی بجائے دین کے رابطے کرنے کیلئے استعمال کرو۔ میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس میں پیار اور محبت کا تعلق نہیں ہے ان کے بچے باہر زیادہ سکون تلاش کرتے ہیں اس لئے مَیں ماں باپ سے یہ بھی کہوں گا کہ اپنی ذاتی اناؤں اور ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے اپنے گھروں کا سکون برباد کرکے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں۔ اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا کرے۔

خطاب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد مردانہ جلسہ گاہ کے ہال میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

زیر تبلیغ جرمنوں کے ساتھ ایک نشست

حضور انور شام 5 بجکر 40 منٹ پر زیر تبلیغ جرمنوں کے ساتھ ایک نشست کیلئے تبلیغ مارکی میں تشریف لائے جب حضور انور وہاں پہنچے تو تمام حاضرین نے حضور انور کا کھڑے ہوکر استقبال کیا۔ سٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو انگریزی سمجھتے ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمائی کہ میرے مخاطب صرف وہ جرمن دوست ہیں جو انگریزی سمجھتے ہیں۔ اس امر کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور خطاب کیلئے ڈائس پر تشریف لائے اور تمام مہمانوں کو اسلام علیکم کہا۔

حضور انور کے انگریزی میں خطاب کا خلاصہ

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے کیا۔ فرمایا کہ آج مَیں ان جرمن احباب سے مخاطب ہوں جو احمدی تو نہیں مگر جماعت کیساتھ اچھا تعلق رکھنے والے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ جماعت کی تعلیم سننے کا آپ کو موقع ملا ہے۔ حضور انور نے آیت لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) کے قرآنی اعلان کی تشریح میں فرمایا کہ اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈا ہے اس میں اسلام کو انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مذہب قرار دیا جاتا ہے نیز عورتوں کے حقوق کا خیال نہ رکھنے اور ملک کے خلاف سازش کرنے کا الزام دیا جاتا ہے۔ گو یہ الزام کچھ حقیقت نہیں رکھتے مگر ایک تاثر ضرور چھوڑ جاتے ہیں۔ اس مختصر وقت میں اسلام کی ساری تعلیمات کا بیان تو ممکن نہیں اس لئے چند نکات کا مختصر ذکر ہی ہوسکے گا تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ اسلام کی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا۔ آج میں وہ اسلام پیش کروں گا جو جماعت احمدیہ کا اسلام ہے۔

اسلام پر پہلا اعتراض جبراً اور بزور شمشیر مسلمان بنانے کا ہے۔ جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حالات کو دیکھیں تو صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ مسلمان تو خود شروع سے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں اور اسلام پیار، محبت اور اپنے اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پھیلا ہے۔ طاقت سے جسموں کو تو زیرنگیں کیا جاسکتا ہے دلوں کو نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو انقلاب لائے وہ جبر سے نہیں آیا بلکہ اخلاق حسنہ اور پیار کے نتیجے میں دلوں کے گھائل ہونے سے آیا ہے۔

شروع شروع میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے ان میں زیادہ تر غلام اور کمزور افراد شامل تھے۔ بعض معزز گھرانوں سے تعلق رکھنے والے بھی تھے مثلاً حضرت ابوبکر۔ یہ لوگ تو خود جبر کا نشانہ بنائے گئے وہ اپنے ہی گھروں میں عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ بعض کو تپتی ریت اور جلتے کوئلوں پر ڈالا گیا۔ اڑھائی سال تک مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کردیا گیا۔ پھر مکہ سے ہجرت بھی کرنی پڑی۔ تب بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا گیا اور حملہ آور ہوکر ان پر جنگ مسلط کی گئی۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت ملی کہ اگر دفاع نہ کیا تو عیسائیوں اور یہودیوں کے معبد بھی محفوظ نہ رہیں گے۔ اور جب مسلمانوں کو مجبوراً دفاعی جنگ لڑنی پڑی اُسوقت ان لڑنے والوں کی تعداد صرف 313 تھی۔ اپنے دفاع کیلئے پورا سامان بھی میسر نہ تھا۔ لکڑی کی چند تلواریں تھیں جبکہ دشمن تلواروں اور دیگر ہتھیاروں سے پوری طرح مسلح تھا۔ اس کے باوجود اللہ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور انہیں فتح دی۔ ان حالات میں کیا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ اسلام نے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ جس نے بھی اسلام قبول کیا اپنی مرضی سے کیا نہ کہ جبر سے۔ اسلام کا واضح اعلان ہے کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257)۔

فرمایا کہ باوجود اس کے کہ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی مگر وہاں یہودیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو فری ہینڈ دیا تھا یہاں تک کہ جانی دشمن عکرمہ کو بھی معاف کیا اور یہ سب کچھ فتح مکہ کے بعد ہوا جب مسلمان غالب آچکے تھے۔ جب خلافت راشدہ ختم ہوئی اور بادشاہت کا آغاز ہوا تو مسلمان حکمرانوں نے بھی غیر مسلموں کا خیال رکھا۔ اس کے برعکس جب سپین میں مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے عیسائی غالب ہوگئے تو مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا گیا انہیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ سب باتیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ عیسائیت کی تعلیم کی وجہ سے ہوا۔ نہیں بلکہ یہ مظالم اُس وقت کے عیسائی بادشاہوں نے کئے تھے۔ عیسائیت کی تعلیم تو یہ تھی کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کردو۔

فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کو دیکھتے ہوئے جانی دشمن عکرمہ نے جب اسلام قبول کیا تو اسکے بعد انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے اپنی جان دی تھی۔ کیا ان کا مسلمانوں کیلئے اپنی جان قربان کردینا دل جیتے بغیر ممکن ہوسکتا ہے؟

اسلام تو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبے میں واشگاف طور پر اعلان فرمادیا تھا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر فوقیت نہیں ہے۔ انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں۔ اگر کسی کسی پر کوئی فوقیت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرنا اسلام کی تعلیم ہے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ جہاں مسجدیں بنانے پر زور دیتی ہے وہاں انسانی خدمت کیلئے سکول اور ہسپتال بھی بنارہی ہے۔ غریب ملکوں میں جہاں پینے کا پانی اور بجلی میسر نہیں ہے وہاں بلاتمیز رنگ ونسل مہیا کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ اسکے علاوہ مستحق طالبعلموں کی تعلیم کیلئے وظائف بھی دے رہی ہے۔

اسلام انسانوں کو غلام بنانے کی حمایت نہیں کرتا بلکہ اسلام نے تو غلامی کو ختم کرنے کی بنا ڈالی ہے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں غلاموں کے بارے میں تاکید فرمائی ہے کہ جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ یہ عظیم انقلاب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا تھا۔ جبکہ اس کے برعکس تاریخ گواہ ہے کہ ویسٹ افریقہ کی پورٹس پر افریقنوں کو انتہائی ظالمانہ طریق پر زنجیروں میں جکڑ کر اور زبردستی غلام بنا کر لایا جاتا تھا۔ یہ سب واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں کہ کس طرح انسانوں کی تجارت جانوروں کی طرح کی جاتی تھی، یہ سب باتیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ کیا اس کی ذمہ دار عیسائیت تھی؟ نہیں بلکہ اس وقت کے جابر اور دنیادار لوگ تھے لیکن اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ اسلام جبر کا مذہب ہے۔ اسلام انسانیت کی خدمت کرنے کا مذہب ہے اور آج اسلامی تعلیم کے مطابق جماعت احمدیہ ہی ہے جو انسانیت کی خدمت میں لگی ہوئی ہے سیلاب ہوں یا زلزلے ہم ہی ہیں جو مصیبت زدگان اور بھوکوں اور بیواؤں کو کھانا کھلاتے اور انکی مشکل دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ بڑے بڑے بجٹ بنا کر دنیاوی حکومتوں کی طرح اپنے ہی سٹاف پر خرچ کردیں اکثر ہمارے رضا کار تو اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں۔ کئی جرمن احمدی ایسے ہیں جنہوں نے افریقہ میں رفاہی کاموں میں حصہ لیا ہے۔

جہاں تک عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت جبکہ عورت کے کوئی حقوق نہ تھے۔ وہ غلاموں سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھی۔ خاوند کی وفات پر ورثہ میں تقسیم ہوتی تھی۔ بعض قبائل میں رواج تھا کہ اگر لڑکی پیدا ہوتی تو زندہ درگور کردی جاتی اسوقت اسلام نے عورت کے حقوق قائم فرمائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اور انہوں نے ان کی اچھی تربیت کی اور انہیں اعلیٰ اخلاق سکھائے تو انہیں جنت کی بشارت دی اور فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جہانتک اسلام میں عورت کیلئے پردے کا حکم ہے تو وہ عورت کے تقدس اور اس کی عزت واحترام کیلئے ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک ملک سے وفاداری کا تعلق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان کہ وطن سے محبت اور وفا ایک مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے اس لئے ملک سے بے وفائی کا الزام بے بنیاد ہے۔

حضور نے فرمایا کہ غلامی آج بھی جاری ہے لیکن اس طرح کی نہیں جیسے قدیم زمانے میں تھی بلکہ آج کل کی غلامی مختلف ہے یہ ہر ملک کے اندر ہے یہاں تک کہ مغربی دنیا میں عام لوگ بھی غلام ہیں۔ آج کے دور کی غلامی جس کی بات مَیں کررہا ہوں یہ مالی غلامی ہے۔ ایک آدمی قرض لیتا ہے تو اس کے شکنجے میں پھنستا چلا جاتا ہے یہ غلامی میٹھی گولی کی طرح ہے اور یہ میٹھی گولی سودی نظام کی گولی ہے جو قرض لینے والے کو آخر دم تک غلام بنائے رکھتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت آج کا (Credit crunch) مالیاتی بحران ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی امیر قومیں غریب قوموں کو ایڈ (Aid) کے نام پر غلام بنائے ہوئے ہیں۔ انصاف کا معیار غیر متوازن ہے۔ امیر حکومتیں گرانٹ کے نام پر جو مدد دیتی ہیں ان پر تصرف بھی خود انہی کا اپنا ہوتا ہے اور یہ گرانٹس ان کے مفادات سے مشروط ہوتی ہیں جس کا نتیجہ بے چینی اور بدامنی کی صورت میں نکلتا ہے۔ فرمایا کہ اگر دنیا کی سپر پاورز امن چاہتی ہیں تو صدق دل اور انصاف کے ساتھ غریب ملکوں کو کی مدد کریں۔ یہی دنیا کے امن کی ضامن ہے۔ آخر پر فرمایا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے اور آپ نے ان باتوں کو سننے کیلئے وقت نکالا۔

اس خطاب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ راستے کے دونوں جانب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کھڑے احباب جماعت نے حضور انور کو دیکھ کر اپنے اپنے انداز میں عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ کوئی اپنے آقا کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کر رہا تھا اور کوئی نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہا تھا۔ بچے اپنے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور سے اپنی الفت کا اظہار کر رہے تھے۔

یورپ کے 10 ممالک کے وفود سے اجتماعی ملاقات

شام 8 بجکر 20 منٹ پر یورپ سے تعلق رکھنے والے دس ممالک بلغاریہ، ہنگری، رومانیہ، مالٹا، آئس لینڈ، البانیہ، بوزنیا، میسیڈونیا، کوسووا اور لتھوینیا سے آنے والے وفود کو شرف ملاقات بخشا۔ حضور نے متعلقہ ممالک کے مبلغین سے ان کے ملک سے آنے والے وفود کا ایک عمومی تعارف حاصل کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں سے تو الگ الگ ہی ملاقات ہونی چاہئے۔ یہ ملاقات پرسوں 17 راگست کو ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے بعض افراد کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جب حضور نے البانیہ کا ذکر فرمایا تو وفد کے تمام افراد ادب سے کھڑے ہو گئے۔ مکرم صمد احمد غوری صاحب مبلغ البانیہ سے حضور انور نے ان کے وفد کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ان میں کتنے احمدی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ چار احمدی ہیں باقی غیر احمدی۔ فرمایا کہ ان میں سے کوئی صحافی بھی ہیں؟ اس پر غوری صاحب نے بتایا کہ نہیں۔ ایک سابق آرمی جنرل ہیں جو دو سال سے احمدی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں مَیں ان کی تقریر سن چکا ہوں۔ فرمایا احمدی ہونے سے پہلے یہ لامذہب تھے اس کے باوجود انہوں نے جس طرح اسلام کو سمجھا ہے اور جو نکات قرآن مجید میں سے بیان کئے ہیں وہ بہت گہرے ہیں۔

اس کے بعد مکرم Artan shllaku صاحب سے حضور انور نے جلسہ کے بارے میں ان کے تاثرات دریافت فرمائے۔ موصوف نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اتنی مختلف اقوام اور رنگ و نسل کے لوگوں کو اس طرح امن کے ساتھ ایک جماعت کے اندر جمع دیکھ کر انتہائی متعجب ہیں۔ حضور انور نے ان سے احمدیت کے بارہ میں ان کے تاثرات دریافت فرمائے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ البانیہ میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ دینی قیادت کے بغیر ان کی مثال سر کے بغیر دھڑ کی سی ہے۔ اگر ہم سب آپ کی قیادت میں اسلام کی تبلیغ کریں تو بہت اچھا ہوگا۔ اس پر حضور انور نے انہیں فرمایا کہ آپ تو غیر احمدی ہو کر احمدی مبلغ کا کام کر رہے ہیں۔ کیا بعد میں بھی ایسا ہی کرینگے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں اور ایسا ساری زندگی کروں گا۔

بلغاریہ سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کیلئے 90 افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ یہاں سے آئے ہوئے وفد کے ایک ممبر نے حضور انور کو بتایا ہمارے ملک میں لوگ تو جماعت کے خلاف نہیں ہیں صرف مولوی مخالفت کرتے ہیں۔ اب جو نئی حکومت بن رہی ہے امید ہے کہ وہ گذشتہ حکومت کی غلطیوں کو نہیں دوہرائے گی۔ نیز مسلمانوں پر ماضی میں روا رکھے جانے والے مظالم کا ازالہ بھی کرے گی۔ حضور انور نے بلغاریہ کے وفد کو 17 راگست کو الگ ملنے کا ارشاد فرمایا۔

رومانیہ کے شہر کلوژ نیوکا کی میڈیکل یونیورسٹی کی فائنل ائر کی طالبہ مس Anamaria نے کھڑے ہو کر حضور انور کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا اور اپنے تاثرات بیان کرنے شروع کئے تو حضور انور نے انہیں سٹیج کے قریب آ کر بات کرنے کو کہا۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ وہ جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوشی محسوس کر رہی ہیں اور سٹیج کے قریب بلایا جانا ان کی خوش نصیبی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا محبت ہے اس لئے دنیا بھر کے انسانوں کو آپس میں محبت کے ساتھ رہنا چاہئے۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں یہاں آ کر باہم محبت ہی دیکھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا ایک ہے جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ ہاں خدا ایک ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے ان سے فرمایا کہ آپ سے باقی باتیں سوموار کو ہوں گی۔

کوسووو (Cosovo) سے آئے ہوئے وفد کے بارے میں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کوسووو سے کتنے افراد آئے ہیں اس پر مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مبلغ کوسوو نے بتایا کہ کُل 11 احباب آئے ہیں۔ حضور انور نے پوچھا کہ کیا یہ سب احمدی ہیں تو بتایا گیا کہ جی حضور یہ سب احمدی ہیں اور جلسہ سالانہ جرمنی میں پہلی مرتبہ بطور وفد شامل ہوئے ہیں۔ مکرم مبلغ صاحب کوسوو نے صدر صاحب جماعت کوسووا اور یونیورسٹی کے ایک ساتھی طالبعلم مکرم محمد صاحب کا تعارف حضور انور سے کرایا۔

آئس لینڈ سے آئے ہوئے مسٹر بجرانی جو Reykjavik یونیورسٹی میں مذہب کی تعلیم کے لیکچرار ہیں انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ وہ احمدیت کا مطالعہ کر رہے ہیں جس کا اگرچہ زیادہ مقصد تو اکیڈمک ہے۔ تاہم وہ مسیح موعود کی آمد کے دعویٰ کا اس لئے بھی جائزہ لے رہے ہیں کیونکہ دنیا کے قریباً ہر مذہب میں اس دور آخر میں آسمان سے آنے والے کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے جرمنی کے جلسے میں بہت دوستانہ ماحول مشاہدہ کیا ہے۔

Akureyri اکیڈمک کونسل کے ممبر مسٹر Peter نے کہا کہ انہوں نے جلسہ کے ماحول کو بہت اچھا پایا ہے۔ وہ یہاں نمازوں میں بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ یہاں ہر فرد بہت محبت سے ملا ہے۔

مکرم ہاشم صاحب جو ہندوستانی نژاد ہیں نے کہا کہ مَیں نے جماعت کے خلاف جو کچھ سن رکھا تھا یہاں اس کے بالکل برعکس پایا ہے اور مجھے یہاں کا ماحول بہت پسند آیا ہے۔

بوزنیا سے آئے ہوئے ایک دوست Goran صاحب نے کہا کہ ان کے پاس اپنے تاثرات بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ مختلف اقوام کے اتنے زیادہ افراد اکٹھے ہیں بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ ایک نوجوان Dijan جو Skopije یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں نے بتایا کہ وہ جماعت کے لٹریچر کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ایک دوست Feudozuk صاحب جو ایک ہفتہ قبل احمدی ہوئے ہیں ان سے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کس بات نے احمدی کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ احمدیت ایک سچائی ہے اور انہوں نے اسے سچائی سمجھ کر ہی قبول کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کرے باقی قوم کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملے۔

پھر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ سسٹر فریحہ کے ساتھ کون خاتون بیٹھی ہوئی ہیں۔ بتایا گیا کہ یہ پروفیسر ہیں اور مکدونیا سے آئی ہیں اور جماعتی کتب کا ترجمہ کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا جو نکتہ نظر ہے اس کی روشنی میں موجودہ عیسائیت کا وجود باقی رہتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہر سمجھدار انسان یہی نتیجہ نکالتا ہے۔

آخر پر مسٹر Elexandru Cohtu صاحب جو کہ رومانین زبان کے پروفیسر اور کرسچین تھیالوجسٹ ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے بارے میں جو انہوں نے پہلے سے سن رکھا تھا یہاں اس سے بالکل برعکس پایا ہے۔ محبت اور بھائی چارے کا ماحول دیکھ رہا ہوں مجھے یہاں اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دکھائی دیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کے بارے میں جو بدظنی پائی جاتی ہے وہی فساد کی جڑ ہے۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ سوموار کو یہاں موجود ہوں گے؟ اثبات میں جواب دینے پر حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ پھر سوموار کو تفصیلی ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔

یہ نشست قریباً 45 منٹ جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور 9 بجکر 15 منٹ پر مردانہ جلسہ کے ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشا پڑھائیں۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت مین سورۃ الفلق اور دوسری رکعت میں سورۃ الناس کی تلاوت فرمائی۔ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی تلاوت فرمائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بیت الحمد ناکسکو (ڈنمارک) میں تبلیغی نشست کا انعقاد

(رپورٹ : نعمت اللہ بشارت ۔ڈنمارک)

رمضان المبارک کے حوالہ سے مورخہ 28 اگست بروز جمعۃ المبارک بیت الحمد ناکسکو میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا جس کے لئے ایک دعوت نامہ 500 کی تعداد میں مشن ہاؤس کے پرنٹنگ پریس میں پرنٹ کرنے کے بعد اس کی تقسیم کا کام ناکسکو میں شروع ہوا۔ محترم سیکرٹری صاحب تبلیغ نے اس مقصد کے لئے ایک ہفتہ ناکسکو میں قیام کیا اور احباب جماعت کے ساتھ مل کر دعوت نامے تقسیم کئے۔ اسی طرح مکرم جنرل سیکرٹری صاحب نے ایک پریس ریلیز بھی میڈیا میں بھجوائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ کی ایک بڑی اخبار روزنامہ Folketidende کی جرنلسٹ نے بذریعہ میل رابطہ کیا اور بیت الحمد مسجد ناکسکو کے بارہ میں ایک مضمون لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ مورخہ 26 راگست کو خاکسار مع مکرم محمد اکرم صاحب مبلغ سلسلہ ناکسکو گیا اور انٹرویو دیا۔ الحمد للہ کہ دوسرے روز اخبار نے ایک تفصیلی مضمون شائع کیا جس میں بہت اچھے الفاظ میں جماعت احمدیہ، ناکسکو مسجد اور اس مشن ہاؤس کے لئے نئے مبلغ کی آمد کا ذکر کیا۔ نیز مسجد کے محراب، اندرونی ہال، نئے مبلغ مکرم اکرم محمود کی مع فیملی، اور دونوں مبلغین کی فوٹوز شائع کیں اور مورخہ 28 رتاریخ کو منعقد ہونے والی میٹنگ کا دعوت نامہ بھی اس میں شائع کیا۔

پبلک میٹنگ

اس میٹنگ میں شمولیت کے لئے ڈینش احباب کی طرف سے بذریعہ ای میل اور فون پیغامات موصول ہوئے اکثر احباب نے اس میٹنگ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس میں روزوں کی فرضیت سے متعلق آیات کی تلاوت مکرم فلاح الدین صاحب نے کی۔ مکرم عماد الدین صاحب نے سلائیڈز پروجیکٹر کے ذریعہ جماعت کا مختصراً تعارف پیش کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے روزوں کی فرضیت، فلاسفی اور مسائل رمضان پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد احباب کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ مہمانوں نے اسلام و احمدیت، اور روزوں کے مسائل کے بارے میں سوالات کئے۔ خاکسار اور مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ نے جوابات دئے۔ بوزنین احمدی احباب کی طرف سے جملہ مہمانوں کے لئے عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا جو وہ گھروں سے تیار کر کے ساتھ لائے تھے۔ کھانے کے دوران بھی سوالات کا سلسلہ جاری رہا جو پونے دس بجے اختتام کو پہنچا۔ اس مسجد کی توسیع و تزئین کے بعد یہ پہلا پبلک تبلیغی پروگرام تھا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ اور مہمانوں نے اچھے تأثرات کا اظہار کیا۔ ان مہمانوں میں ایک گرین لینڈ فورم کے ممبر اور سکول ٹیچر ہیں جنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ سکول میں اسلام پر لیکچرز کے لئے بھی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اس میں 19 مہمان اور قریباً 20 احمدی احباب نے شمولیت کی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ایسی میٹنگز میں برکت ڈالے اور سکینڈے نیوین لوگوں کے دلوں کو کھول دے کہ اسلام کے پیغام کو سمجھیں اور قبول کریں۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم چوہدری اللہ داد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28؍جولائی 2007ء میں جماعت کے دیرینہ خادم، ماہر گھوڑ سوار اور نیزہ باز محترم چوہدری اللہ داد صاحب کی یاد میں ایک مضمون مکرم ملک پرویز احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم چوہدری اللہ داد صاحب ابن چوہدری ولی داد صاحب 1920ء میں گجرات کے گاؤں اسماعیلہ میں پیدا ہوئے۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود فوج میں بطور ڈرائیور بھرتی ہوئے اور 18 سال بعد ریٹائر ہوئے۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدیت قبول کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر سندھ میں زمینوں کی دیکھ بھال پر متعین ہوئے۔ پھر جب حضورؒ نے ربوہ میں خیل للرحمان کلب کے نام سے اصطبل بنایا تو آپ کو اس کا نگران مقرر فرمایا۔ حضورؒ نے ہی آپ کو گھوڑوں کی دیکھ بھال، بیماریوں اور دیگر ضروری امور سے متعارف کروایا۔ نیز سواری کے بنیادی اصول بھی سکھائے۔ اسی وجہ سے مرحوم ہمیشہ حضورؒ کو اپنا استاد کہہ کر پکارتے۔ آپ نے 87 سال کی عمر پاکر 7؍فروری 2007ء کو وفات پائی۔

آپ گھوڑوں کی مختلف نسلوں، دیکھ بھال، سدھائی، عوارض و علاج، سواری کے اصولوں، اصطبل کے لوازمات، گھوڑے اور سوار کے تعلقات سے متعلق کمال علم کے مالک تھے۔ نہایت عاجز انسان تھے اور ہمیشہ اپنے آپ کو اصطبل کے نگران کی بجائے اس کا خادم اور ملازم کہتے۔ جب بھی کسی سوار کو کوئی بات بتانی ہوتی ہمیشہ اس طرح بتاتے کہ حضورؒ نے مجھے یہ بتایا تھا۔

انتہائی سادہ، منکسر المزاج، مہمان نواز، دعاگو، پنجوقتہ نماز کے پابند، نظام جماعت کے انتہائی وفادار اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات پر پوری مستعدی سے عمل کرنے والے انسان تھے۔ اپنے شاگردوں سے بہت پیار اور خوش دلی سے پیش آتے۔ ہر غلطی پر بڑے اطمینان سے سمجھاتے اور ہمیشہ نصیحت کرتے کہ اگر کوئی نقصان ہوجائے (چاہے وہ سامان کا ہو یا گھوڑے کو کسی قسم کی تکلیف سے متعلق ہو) چھپانا نہیں ہے بلکہ مجھے آکر بتانا ہے۔ اگر کوئی لڑکا دس دفعہ بھی غلطی کرتا تو اسے سمجھاتے اور برا ہرگز نہ مناتے۔ جب وہ اپنے کوارٹر میں اکیلے ہی رہتے تھے تو خود چائے تیار کرکے پیش کرتے۔ اپنے شاگردوں کی خیریت پوچھتے رہتے۔ اگر کوئی بیمار ہوجاتا تو تیمارداری کرتے۔ ہر خوشی وغمی میں اپنے جاننے والوں کے ہاں ضرور جاتے۔ اپنی وفات تک ہر رمضان المبارک کے تمام روزے رکھتے رہے۔

آپ ایک مشّاق نیزہ باز تھے۔ کئی واقعات ایسے ہوئے جن سے آپ کی غیر معمولی مہارت کا اندازہ ہوتا تھا۔ ایک گھوڑا ''یارو'' جو انتہائی طاقتور اور منہ زور تھا اور ہمیشہ اپنی مرضی کرتا تھا۔ سوار کو سوار کرکے کبھی اپنے اصطبل میں لے جاتا تو کبھی چارے والی کھرلی پر لے جاتا اور کبھی سوار کے ساتھ ہی ٹریک سے اتر کر پانی پینے چلا جاتا۔ ایک دفعہ ہم نیزہ بازی کی غرض سے گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں گھوڑے لے کر آئے تو ہم نے محترم اللہ داد صاحب سے کہا کہ یارو پر آپ سوار ہوکر کلّا اٹھائیں۔ آپ لڑکوں کی ضد کے سامنے مجبور ہوگئے اور یارو پر سوار ہوگئے۔ اُس وقت آپ کی عمر 83 سال تھی۔ آپ نے اللہ کا نام لے کر گھوڑے کو دوڑایا تو گھوڑا کمال رفتار اور اطاعت سوار کے ساتھ دوڑا۔ جب آپ نے نیزہ پر کلّا اٹھالیا تو دوڑتا ہوا گھوڑا کبھی اپنی اگلی ٹانگیں اور کبھی اپنی پچھلی ٹانگیں کبھی دائیں اور کبھی بائیں ٹانگیں ہوا میں بلند کرنے لگا اور ایسے پھدکتا تھا جیسے گائے کا بچہ پھدکتا ہے۔ اللہ داد صاحب بڑے فاتحانہ انداز میں اُسے واپس لے کر آئے اور کہا میرے سے زیادہ خوشی تو یارو کو ہے کہ میرے اوپر بیٹھ کر بھی کسی سوار نے کلّے پر نشانہ لگایا ہے۔ یقیناً یہ نظارہ کوئی سوار ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں اس 83 سالہ سوار کی کیا مہارت اور طاقت صرف ہوئی ہوگی۔

2004ء میں جب ہم نیزہ بازی کی غرض سے گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں آئے۔ خاکسار نے کلّا زمین میں لگایا اور استاد محترم کو دوڑنے کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا آپ کلّے پر کھڑے ہوں کیونکہ اتنی دُور سے مجھے کلّا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ خاکسار کلّے پر نشاندہی کے لئے کھڑا ہوگیا۔ جب کلّے سے تقریباً 35,30 فٹ گھوڑا دُور تھا تو آپ کو احساس ہوا کہ آپ نے نیزہ الٹا نکالا ہے۔ نیزے کی نوک ہاتھ میں ہے اور دستی والا حصہ فضا میں اوپر کی طرف بلند ہوگیا ہے۔ چنانچہ بجلی کی سی تیزی سے آپ نے نیزہ سیدھا کیا اور کلّا بھی اٹھا لیا۔ جبکہ ہم نوجوان یہ سوچ رہے تھے کہ شاید اب آپ کو اتنی مہلت ہی نہ ملے کہ نیزہ سیدھا کرسکیں۔ لیکن آپ نے اپنے ہنر اور ذہنی استعداد کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

محترم اللہ داد صاحب ہمیشہ گھوڑوں سے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے اور تمام شاگردوں کو بھی یہی درس دیتے کہ یہ بھی جاندار ہیں۔ دکھ اور تکلیف کو سمجھتے ہیں اور پیار کو تو خوب سمجھتے ہیں۔ کئی بار کسی کو بتادیتے کہ آپ نے مجھے نہیں بتایا مگر گھوڑے یا گھوڑی نے مجھے بتادیا ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔

انتہا کے غیرت مند، پُرخلوص، جماعت کے سچے وفادار، معاملہ فہم اور ایک عظیم انسان تھے۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17؍اگست 2007ء میں نامور مسلمان سائنسدان محمد بن موسیٰ خوارزمی کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے۔

محمد ابن موسیٰ غالباً 780ء میں خیوا (خوارزم) میں پیدا ہوا۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دَور میں جب بغداد میں سائنسی ترقی کا سنہری دور شروع ہوا اور علمی اور تحقیقی کاموں کے لئے علماء کو دربار کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ بیت الحکمت قائم ہوا جہاں ہر طرف سے علم کے طالب کھنچے چلے آتے تھے۔ تو محمد بن موسیٰ جسے مطالعہ کا انتہائی شوق تھا، غالباً 825ء میں بیت الحکمت کی کشش اُس کو بھی بغداد کھینچ لائی۔ وہ بڑی خاموشی سے بغداد کی علمی محفلوں میں شریک ہونے لگا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا تھا اور اس کا یہ یقین پختہ ہوتا جاتا تھا کہ کچھ کرنے کے لئے بیت الحکمۃ میں اس کی شمولیت ناگزیر ہے۔ لیکن جس شخص کو اپنے وطن میں کوئی نہ جانتا ہوا اس کو بغداد میں کون پہچانتا!!۔

پھر اُس نے شب و روز کی دیدہ ریزی سے علم ریاضی پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا اور اسے بیت الحکمۃ بھیج دیا۔ جب ذہین ترین علماء کے ایک بورڈ نے اس سے اس کے مقالہ کے بارے میں سوالات کئے تو اس کو بیت الحکمۃ کی رکنیت دیدی گئی۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے مقالہ (Thesis) لکھنے کا طریقہ نکالا۔ Ph.D. کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے مقالہ لکھنے کا یہ طریقہ ابھی تک رائج ہے۔ اب بھی ڈگری کے امیدوار کو پروفیسروں کے ایک بورڈ کے سامنے مقالے کے بارے میں کئے گئے سوالات کا جواب دینا پڑتا ہے جو Defence کہلاتا ہے۔

جب خوارزمی مامون کے دربار کی ایک اہم شخصیت بن گیا تو مامون نے اس کے سپرد یونانی کتابوں کو اکٹھا کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے کا کام کیا۔ چنانچہ اس کا بیشتر وقت مامون کے کتب خانے میں گزرنے لگا۔ جو وقت بچتا تھا وہ علماء کی صحبت میں گزارتا تھا۔ مامون خوارزمی کی بے انتہا قدر ومنزلت کرتا تھا۔ خوارزمی ایک مقتدر ماہر فلکیات، ریاضی دان اور تاریخ دان تھا لیکن آج اس کی اصل اہمیت ریاضی دان کی حیثیت سے ہے۔ مامون کی فرمائش پر اس نے ایک کتاب ''علم الحساب'' لکھی۔ اس کا موضوع علم ہندسہ ہے اور اس میں ریاضی کے اہم نکات اور نئے اصول وقواعد پر بحث کی گئی ہے۔ خلیفہ کو یہ کتاب بے حد پسند آئی اور اس نے خوارزمی کو خوب نوازا۔ دوسری کتاب ''الجبر والمقابلہ'' بھی مامون نے کہہ کر لکھوائی۔ ''علم الحساب'' کی طرح یہ کتاب بھی اپنی مثال آپ ہے اور الجبرا کے علم کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے حوالہ سے خوارزمی کو اتفاق رائے سے الجبرا کا موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔ الجبرا کی اصطلاح بھی اس کی اپنی اختراع ہے۔ یہ کتاب ریاضی کی کلدانی، یونانی، عبرانی اور ہندوستانی روایات کے تقریباً تین ہزار برس پر حاوی ہے۔ بارہویں صدی عیسوی میں اس کتاب کا لاطینی میں ترجمہ ہوا۔ اہل یورپ کو الجبرے سے متعارف کروانے کا سہرا خوارزمی کے سر ہے۔ اس کے دریافت کردہ قواعد اور قوانین آج بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

خوارزمی نے نہ صرف صفر کا ریاضی میں درست استعمال کیا بلکہ ایک سے لے کر نو تک کے ہندسوں کا الگ الگ استعمال کیا۔ اس زمانے میں یورپ میں رومن ہندسوں کا رواج تھا۔ خوارزمی کی کتب کے تراجم پڑھ کر اہل یورپ نے حساب کتاب اور ہندسوں کا نظام بدل دیا جس سے جمع تفریق اور ضرب تقسیم کرنا نسبتاً آسان ہوگیا۔ یہ ہندسے آج تک عربی ہندسے (Arabic Figures) کہلاتے ہیں۔ خوارزمی نے ہندسی جدولیں تیار کیں اور سائن (Sine) اور مماس (Tangent) کی مقداریں درج کیں۔

خوارزمی نے فلکیات اور نجوم میں بھی طبع آزمائی کی۔ اس زمانے کے ماہرین فلکیات نے ستاروں کی کئی فہرستیں مرتب کی تھیں جو ''زیچ'' یا زائچہ کہلاتی تھیں جن میں ستاروں کے مقام، چمک، رنگ وغیرہ کی تفصیل درج ہوتی تھی۔ خوارزمی نے نجوم کے مسائل پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی ولادت مبارک کے وقت کی مدد سے آپ کا زائچہ بنایا ہے اور ستاروں کی رو سے آپ کی بعثت کے وقت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ مامون کے کہنے پر اس نے افلاک اور کرہ ارض کے نقشوں کی ایک اٹلس بھی تیار کی۔ اصطرلاب پر اس کی دو کتابیں ہیں اور ایک کتاب ''کتاب التاریخ'' بھی ہے۔

محترمہ حنیفہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2؍اکتوبر 2007ء میں مکرمہ سیدہ امۃ الوحید صاحبہ اپنی والدہ محترمہ حنیفہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میری والدہ 1914ء میں آئرلینڈ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد آئرش اور والدہ برٹش تھیں۔ آپ کا نام کیتھلین تھا۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں بیعت کی اور قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ کے گھر پر ٹھہریں۔ تب آپ کا نام حنیفہ بیگم رکھا گیا۔ قرآن کریم حضرت پیر منظور محمد صاحب سے پڑھا۔ چودہ سال کی عمر میں شادی ہوگئی۔ نو بچے پیدا ہوئے۔ گیارہ سال نیروبی (کینیا) میں قیام کیا۔ پھر حضورؓ کے ارشاد پر محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب قادیان آگئے۔ آپ کی زندگی وقف تھی۔ چنانچہ سندھ بھجوائے گئے جہاں لمبا عرصہ قیام کیا۔ دونوں میاں بیوی میں محبت مثالی تھی۔ دونوں ہی تہجد گزار تھے اور نمازیں اکٹھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ مکمل پردہ کرتی تھیں اور بہت قناعت پسند تھیں۔ بچوں کی بہت عمدہ تربیت کی۔ کھانا بھی مزے کا پکاتیں۔ سندھ میں ہی قیام کے دوران احمد آباد سٹیٹ میں ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہوکر انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9؍اگست 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بجز ترے فضل کے الٰہی سلوکِ نجات کیا ہے
تُو جانتا ہے کہ لغزشِ پا ہے کیا، قدم کا ثبات کیا ہے
حیات پر بھی، ممات پر بھی، تمام تر اختیار تیرا
مجھے تو یہ بھی خبر نہیں ہے حیات کیا ہے ممات کیا ہے
وہ یاس وحرماں نصیب جس کو شعورِ ذاتِ خدا نہیں ہے
اُسے بھلا کیا خبر دعا کا احاطۂ ممکنات کیا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

25th September 2009 – 1st October 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 25th September 2009

00:05 Tilawat & MTA News
00:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd May 1995.
01:50 Al Maaidah: a culinary programme.
02:20 Dars-e-Malfoozat
03:00 MTA World News
03:20 Tarjamatul Quran Class: Recorded on 28th October 1998.
04:20 Jalsa Salana UK Address: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V recorded on 26th July 2003.
05:30 Darul-Barakat Mosque: inspection of the Darul-Barakat Mosque by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad in Birmingham.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 21st November 2004.
07:55 Le Francais C'est Facile
08:20 Siraiki Service
09:00 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 12th April 1994.
10:10 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool
12:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh, London
13:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:15 Bengali Mulaqa'at
15:25 Seerat Sahaba Rasool
16:00 Friday Sermon: recorded on 25th September 2009 [R]
17:15 Inauguration of Darul Barakat: A VIP dinner in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim community in Birmingham.
17:35 Le Francais C'est Facile [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Honey Bees
22:50 Reply to Allegations [R]

Saturday 26th September 2009

00:00 MTA World News
00:25 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15 Le Francais C'est Facile
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd May 1995.
02:55 MTA World News
03:10 Friday Sermon
04:25 Inauguration of Darul Barakat
04:55 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 24th May 1997. Part 2.
08:10 Ashab-e-Ahmad: an Urdu discussion programme.
08:40 Friday Sermon
09:40 Indonesian Service
10:35 French Service
11:45 Tilawat
11:55 Bengali Service
13:00 Yassarnal Qur'an
13:20 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
14:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 21st November 2004.
15:25 Ashab-e-Ahmad
15:55 Rah-e-Huda
17:00 Yassarnal Qur'an [R]
17:25 MTA Travel: a visit to New Zealand
18:00 MTA World News
18:15 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:15 Friday Sermon [R]

Sunday 27th September 2009

00:20 MTA World News
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th May 1995.
02:35 Ashab-e-Ahmad
03:05 MTA World News
03:25 Friday Sermon recorded on 25/09/2009.
04:30 Faith Matters
05:30 MTA Travel
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Children's Class with Huzoor.
07:35 Faith Matters [R]
08:40 Learning Arabic
09:00 MTA Variety: a documentary exploring the true effects of consuming alcohol.
09:30 Darul-Barakat Mosque: an inspection of the Darul-Barakat Mosque by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad in Birmingham.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 30th November 2007.
12:00 Tilawat & & Dars-e-Hadith
12:30 Learning Arabic
12:50 Bengali Reply To Allegations
13:55 Friday Sermon: recorded on 25th September 2009 from Baitul Futuh, London.
15:00 Children's Class with Huzoor [R]
16:05 MTA Variety [R]
16:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 28th June 1996.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Children's Class [R]
21:50 Friday Sermon [R]
22:55 Darul-Barakat Mosque [R]
23:25 Seerat-un-Nabi

Monday 28th September 2009

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & MTA News
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th May 1995.
02:10 Friday Sermon: recorded on 25th September 2009.
03:10 MTA World News
03:30 MTA Variety: a documentary exploring the true effects of consuming alcohol.
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 28th June 1996.
05:25 Seerat-un-Nabi
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 28th November 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile
08:25 French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 6th April 1998.
09:30 Indonesian Service
10:45 Khilafat Centenary Mosha'airah
11:55 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: Recorded on 26/09/2008.
15:10 Jalsa Salana Germany 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 1st August 2004.
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:55 French Mulaqa'at [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th May 1995.
20:25 Le Francais C'est Facile
20:50 MTA International News
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:20 Friday Sermon: Recorded on 26/09/2008.
23:10 Medical Matters

Tuesday 29th September 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25 Liqaa Ma'al Arab
02:25 MTA World News
02:40 Friday Sermon: Recorded on 26/09/2008.
03:30 French Mulaqa'at
04:30 Medical Matters
05:00 Khilafat Centenary Mosha'airah
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 4th December 2004.
08:15 Question and Answer Session recorded on 2nd November 1996.
09:30 MTA Variety: an English discussion programme on the topic of Islam in Europe.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Friday sermon recorded on 21st November 2008.
12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:15 Majlis Ansarullah UK Ijtema: An address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 5th November 2006.
15:15 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 4th December 2004. [R]
16:15 Question and Answer Session [R]
17:25 MTA Variety [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Friday sermon recorded on 7th August 2009.
20:35 MTA International News
21:15 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15 Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 30th September 2009

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th May 1995.
02:20 MTA Variety
03:00 MTA World News
03:30 Learning Arabic
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 2nd November 1996.
05:15 Majlis Ansarullah UK Ijtema 2006.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 5th December 2004.
08:10 MTA Variety: An interview with Sahibzada Mirza Ghulam Ahmad talking about his personal memories of the Khulafa-e-Ahmadiyyat.
09:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:30 Tilawat
12:40 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th July 1984.
13:35 Bangla Shomprochar
14:40 Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
15:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
17:05 Question and Answer Session [R]
17:55 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th May 1995.
20:20 MTA International News
20:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:00 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 1st October 2009

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat
00:50 Liqaa Ma'al Arab [R]
02:00 MTA World News
02:20 From the Archives [R]
03:20 Sydney Boat Show
03:35 MTA Variety [R]
04:45 Jalsa Salana Germany 2004[R]
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 29th February 2004.
08:00 Faith Matters
09:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:00 Yassarnal Qur'an
13:20 Bengali Service
14:25 Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th October 1998.
14:50 Jalsa Salana Germany 2004: An address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 1st August 2004.
17:00 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Quran Class
22:45 Jalsa Salana Address [R]
23:35 MTA Variety [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 18 September , 2009 | Issue No. 38

مسائل عیدالفطر

(عبدالماجدطاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

ماہ رمضان کے گزرنے پر یکم شوال کو روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے مردوعورت اور بچے سب شامل ہوتے ہیں۔

……حضرت امّ عطیہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ ہم عیدین کے دن سب لوگ عورتیں، بچے عید پر جائیں ۔ یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی عید اور اس کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا البتہ وہ نماز میں شامل نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ اتنا تاکیدی ارشاد اس بارہ میں فرمایا کہ اگر کسی لڑکی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سہیلی سے مانگ لے اور عید پر ضرور جائے۔

(بخاری و مسلم ، کتاب العیدین)

آنحضرتؐ کیسے عید مناتے تھے

عید کے اس بابرکت تہوار کے لئے بھی آنحضرت ﷺ نے آداب سکھائے اور ہدایات دیں۔عید کے دن آنحضرت ﷺ خاص صفائی کا اہتمام فرماتے۔غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو کا استعمال کرتے اور صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے۔اگر میسر ہو تو نئے کپڑے پہنتے۔مسلمانوں کے اس قومی و مذہبی تہوار میں شمولیت کے لئے آنحضرت ﷺ خاص تحریک فرماتے تھے۔

……آنحضرت ﷺ عیدالفطر کے روز صبح کچھ طاق عدد میں کھجوریں تناول فرما کر عید پر جاتے تھے۔ البتہ عیدالاضحیٰ کے دن آپ قربانی کے گوشت سے کھانا شروع کرتے تھے۔آپؐ کا معمول تھا کہ ایک راستے سے عیدگاہ تشریف لاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لے جاتے تاکہ مسلمانوں کے تہوار کی عظمت لوگوں پر ظاہر ہو اور باہم ملاقات اور خوشی کے زیادہ مواقع میسر آئیں۔ اور دونوں راستوں پر آباد لوگ آپؐ کی برکت حاصل کرسکیں۔

……عید کے دن کھیل او ر ورزشی مقابلے بھی ہوتے تھے ۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عید کے موقع پر اہل حبشہ ڈھالا ور برچھی سے اپنے کھیل اور مہارت کے فن دکھاتے۔شاید مَیں نے آنحضرتؐ سے کہا یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا ان کے کھیل کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ مَیں نے کہا: ہاں! تب آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اس طرح کہ میرا رخسار آپ کے رخسار کے ساتھ تھا۔ آپؐ کھیلنے والوں کا خوب حوصلہ بڑھاتے رہے۔پھر مَیں خود ہی تھک گئی تو آپؐ نے مجھے فرمایا: بس کافی ہے؟مَیں نے کہا:ہاں۔آپؐ نے فرمایا:اچھا تو جاؤ۔

……حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن انصار کی دو لڑکیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے نغمے سنا رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو آپ بستر پر آ کر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئے ۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو ان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر مجھے ڈانٹا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی گانا؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ ہر قوم کی عید کا ایک دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید کا دن ہے۔

……اچھے کھانے ،خوبصورت کپڑے اور کھیل کود تو ظاہری خوشی کے اظہار کے طریقے ہیں۔ایک مسلمان کی حقیقی خوشی اور سچی عید تو یہ ہے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو جائے۔اس لئے تیس دن کے روزے رکھنے کے بعد عید کے روز مسلمان خدا تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز عید بھی ادا کرتے ہیں۔عید کی دو رکعت نماز کسی بھی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوالِ شمس سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔ عید کی نماز باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے اکیلے جائز نہیں۔

……احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عیدین کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلا کام یہ کرتے کہ نماز شروع فرماتے ۔نماز سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔حضورؐ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ، ضروری احکام کا اعلان فرماتے اور پھر اس سے فارغ ہو کر گھر واپس جاتے۔

…… عید کے خطبہ میں عورتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور ان تک آواز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو امام علیحدہ طور پر بھی عورتوں کو خطاب کرسکتا ہے۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک عید کا خطبہ دیا اس کے بعد آپ عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لائے۔حضرت بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی۔خاوندوں کی اطاعت کرنے کی اور زبان درازی سے بچنے کی تلقین فرمائی اور صدقہ دینے کی تحریک کی۔حضورؐ کی اس تحریک پر عورتیں ہاتھوں،کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔ اس کے بعد رسول اللہؐ واپس تشریف لائے۔

……نماز عید میں نہ تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔نماز عید کا وقت سورج کے نیزہ بھر آسمان پر جانے کا ہے۔موسم کے حالات کے لحاظ سے عید کا وقت لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کرنا چاہئے۔ عام طور پر عیدالفطر نسبتاً تاخیر سے اور عیدالاضحیٰ جلدی پڑھی جائے یہی سنت ہے۔

……نماز عید کی دونوں رکعات میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے۔آنحضرت ﷺ جب مسجد میں پہنچتے تو اذان و اقامت کے بغیر ہی نماز شروع فرما دیتے اور سنت یہی ہے کہ ان میں سے کوئی فعل نہ کیا جائے۔آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ جب عیدگاہ پہنچتے تو نماز سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے۔پہلی رکعت میں سات مسلسل تکبیریں کہتے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک ہلکا سا وقفہ ہوتا۔تکبیرات کے درمیان آپؐ سے کوئی مخصوص ذکر مروی نہیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔جب تکبیریں ختم فرماتے تو قراءت شروع کرتے۔یعنی سورہ فاتحہ پھر اس کے بعد سورۃ ق و القرآن المجید،ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اقتربتِ الساعۃ وانشق القمر پڑھتے۔ بسا اوقات آپؐ دو رکعتوں میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیۃ پڑھتے۔جب قراءت سے فارغ ہوجاتے تو تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ پھر ایک رکعت مکمل کرتے اور سجدہ سے اٹھتے۔پھر پانچ بار مسلسل تکبیریں مکمل کر لیتے تو قرأت شروع کردیتے۔اس طرح ہر رکعت کے آغاز میں تکبیریں کہتے اور بعد میں قرأت کرتے۔

……آنحضرت ﷺ جب نماز مکمل کر لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوجاتے، لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپؐ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاسکتا تھا بلکہ آپؐ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔

☆……حضرت جابرؓ بتاتے ہیں کہ مَیں نبی ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھائی۔اس سے فارغ ہو کر حضرت بلالؓ کے کندھے کا سہارا لے کر کھڑے ہوگئے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا۔اس کی اطاعت کی رغبت دلائی اور نصیحت کی اور پھر انعامات خداوندی وغیرہ یاد دلائے۔ پھر آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت کی۔

☆……حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے آ گئے۔آپؐ نے نماز عید پڑھائی اور پھر فرمایا عید کی نماز جمعہ کا بدل ہے اس لئے اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے نہ آنا چاہے تو اسے اجازت ہے۔البتہ ہم انشاء اللہ وقت پر جمعہ پڑھیں گے۔(سنن ابن ماجہ الجزء الاول کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا۔ باب ما جاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم)

اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جاسکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عیدالاضحیہ تیسرے دن زوال سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔

نفلی روزے۔شوال کے چھ روزے

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے اس کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔(مسلم کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولا کو راضی کرنے کے لئے بجالاتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ بندہ کی نفلی عبادت سے بہت خوش ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔(بخاری)

نفلی روزوں کا بھی بہت ثواب ہے جو مختلف مواقع پر آنحضرت ﷺ نے نفلی روزوں کی تحریک کرتے ہوئے بیان فرمایا۔چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں رمضان کے تیس روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کا ارشاد فرمایا اور اس کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر بتایا۔ حساب کی زبان میں اس میں یہ سرّ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور 36 روزوں کا ثواب 360 دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے۔لیکن رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں میں اصل حکمت نیکی کا تسلسل ہے اور اس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اور اس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں اور رمضان کے علاوہ باقی ایام میں بھی ان نیکیوں کی عادت رہے۔اور ظاہر ہے جسے رمضان کے بابرکت مہینہ کا یہ نتیجہ حاصل ہو جائے اس کا سارا سال کیا، سارا زمانہ اور ساری عمر رمضان ہے جس میں وہ رمضان کی برکتیں حاصل کرتا چلا جائے گا۔

ماہ رمضان کے اس تسلسل کو دوران سال جاری رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے وہ صوم الدھر یعنی سال بھر کے روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

……حضرت ابوہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ نے جو تین وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہر مہینہ میں تین نفلی روزے رکھنا۔ (ترمذی)

……حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! جب تم مہینہ میں سے تین دن کے روزے رکھنا چاہو تو 13، 14 اور 15 تاریخوں کے روزے رکھنا (ترمذی) لیکن ان تاریخوں کے علاوہ بھی آنحضرت ﷺ سے ہر مہینہ کے نفلی روزے رکھنے حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہیں۔ (ترمذی)

……نفلی روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا ضروری نہیں۔حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لا کر پوچھتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ مَیں کہتی کہ نہیں ہے تو آپؐ فرماتے اچھا مَیں روزہ رکھ لیتا ہوں۔(ترمذی)

……نفلی روزہ کھولنے کے لئے وہ کفارہ نہیں جو فرض روزے کا ہے ۔آنحضرت ﷺ ام ھانیؓ کے پاس تشریف لائے اور پانی منگوایا۔حضورؐ نے پانی پی کر برتن ان کو واپس کیا تو انہوں نے حضورؐ کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر عرض کی کہ حضورؐ مجھے تو روزہ تھا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ قضا کا روزہ تو نہیں تھا۔امّ ھانیؓ نے کہا نہیں۔فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔نیز فرمایا:

’’نفلی روزے والا اپنے نفس کا خود امین ہوتا ہے چاہے تو روزہ پورا کرے چاہے افطار کرے‘‘۔ (ترمذی) لیکن اگر روزہ افطار کرے تو اس کے بدلے ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد